ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۷۷	قیمت پندرہ روپے	جون، جولائی ۲۰۰۳ء



— سیدنا بلالؓ کی شان میں —

تجھے نظارے کا مثلِ کلیمؑ سودا تھا　　مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا

اویسؓ طاقتِ دیدار کو ترستا تھا　　تیرے لئے تو یہ صحرا ہی طور تھا گویا

— بانگِ درا —

بسم الله الرحمن الرحیم

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جمیعاً وَّلَاتَفَرَّقُوْا

ماھنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

کاوش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماھنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۷۷ — قیمت پندرہ روپے — جون/جولائی ۲۰۰۳ء

مدیر اعلیٰ علامہ محمد بشیر، آرگنائزر: غلام مہدی تصوفی، جی ایچ معروفی، لیاقت علی خان

خط و کتاب کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1، اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے انٹرگرافک پرنٹر آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ 358-A، G-6/1-1 سے شائع کیا۔

Composed & Designed D...

اداریہ

تفکر وتذکر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عالمِ آب و گل میں تحقیقی نظر سے دیکھنے والوں کو دو قسم کے لوگ نظر آتے ہیں۔

☆: **پہلی قسم**

اس میں وہ لوگ آتے ہیں جن کی نظرِ انتخاب صرف دُنیوی زندگی کی خوشحالی کے اسباب پر پڑی رہتی ہے اور بس۔

☆: **دوسری قسم**

اس میں وہ لوگ آتے ہیں جن کی نظرِ انتخاب اُخروی زندگی میں سُرخرو ہونے کے اسباب پر پڑی رہتی ہے۔ خواہ دُنیوی زندگی میں بھی وہ سُرخرو ہوں یا نہ ہوں۔

اللہ پاک نے دونوں قسموں میں سے ہر ایک قسم کی نظرِ انتخاب کی حقیقت کھل کر بیان فرمائی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وماھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو ولعب ط وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون ٥ سورۂ عنکبوت آیت نمبر ۶۴

یعنی یہ دُنیوی زندگانی تو صرف ایک کھیل اور تماشا ہی ہے اور بے شک آخرت کے گھر والی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے۔ کاش! یہ لوگ جان لیتے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ پہلی قسم کے لوگوں کو متاعِ غرور لقب پانے والی اس دُنیاوی زندگانی نے آخرت والی زندگانی کے تصور میں اندھا بنا کے رکھ دیا ہے۔ وہ توشۂ آخرت جمع کرنے کے بجائے صرف اپنی پل بھر کی دُنیاوی زندگی کی خوشحالی کے پیچھے شب و روز سرگرداں رہتے ہیں۔ وہ دنیا کے کاروبار کے پیچھے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر ہیں۔ اس طرح کا نظریہ انجام کے لحاظ سے کھیل کود کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب ان کی دُنیوی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو وہ یکسر خالی ہاتھ ہوا کرتے ہیں۔ المناک عذاب سے دوچار ہونے پر کفِ افسوس ملنے کے سوا انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کاش! دُنیاوی زندگی کے ان فریب خوردہ عناصر کی نظرِ انتخاب بھی رفتہ رفتہ اُخروی سرخروئی کے اسباب پر پڑ چکی ہوتی تو انجام کار کے اعتبار سے وہ بھی اپنی حقیقی منزل مراد کو پالیتے۔

پہلی قسم کا ایک اور ساتھی:

عالمِ اسلام کے شہری ہونے کے دعویداروں میں ایک ٹولہ ایسا بھی وجود پذیر ہوتا ہوا دیکھنے میں آتا ہے جس کو اگر پہلی قسم والوں کا ساتھی قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ وہ عالمِ اسلام میں پایا جانے والا غیر مخلصین کا ٹولہ ہے۔ یہ ٹولہ مفت میں خود کو قومی ہیرو کے رُوپ میں نمودار کرنے کے لئے ہر وقت بے قرار رہتا ہے۔ وہ دوسروں کی ذہنی کاوشوں کو چُرا کر بڑی بے حجابی کے ساتھ اُسے اپنی عرق ریزی کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ وہ اپنوں کے بھیس میں بیگانوں کے ایجنٹ بن کر اپنوں کے اتحاد میں رُخنہ اندازی کا مذموم کھیل کھیلنے لگتا ہے۔ چنانچہ صوفیہ نوربخشیہ مکتبۂ فکر والوں کو اپنوں میں جنم لینے والے بیگانوں کے ایجنٹوں کا سامنا رہا ہے۔ تقریباً تین صدیوں سے اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کو

اس قسم کے معنوی آفتوں سے شدید معنوی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ حالیہ دنوں میں جس قسم کے قومی انتشار اور قلبی بے چینی وغیرہ کے عبرتناک مناظر دیکھنے میں آئے اُن کی اصل ذمہ داری اس ٹولے پر عائد ہوتی ہے کیونکہ انہی کے رنگین فکری انحلال کے نتیجے میں یہ سب کچھ ہوا ہے۔

خوب آگاہ رہیئے!

کہ پہلی قسم کا نام شقی بھی ہے اور دوسری قسم کا نام سعید بھی۔ کوشش ہماری صرف یہ ہونی چاہئے کہ ہم ہر حال میں دوسری قسم میں شامل رہیں اور پہلی قسم کے مصداق نہ بن جائیں۔ پس ملی وحدت کو فروغ دیا جائے اور قومی مفاد کو شخصی مفاد پرستی کی بھینٹ نہ چڑھنے دیا جائے ورنہ بقول کسے!

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

بقیہ قرآن حکیم

چنانچہ نبی اکرم ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

انا ابن ذبیحین میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں۔ مولانا جامیؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

اگر نام محمد ﷺ کو شفیع نہ بناتے تو نہ آدمؑ کی توبہ قبول ہوتی اور نہ نوح کو طوفان سے نجات ملتی۔

☆: منابع وماٰخذ:

1. تفسیر کبیر، جلد اوّل، عربی
2. تفسیر روح المعانی، جلد اوّل عربی
3. تفسیر روح البیان، جلد اوّل عربی/اردو
4. تفسیر نعیمی، جلد اوّل، اردو
5. تفسیر منہاج القرآن، جلد اوّل، اردو
6. تفسیر نور الفرقان (سورہ بقرہ)، اردو
7. تفسیر منہاج القرآن (سورہ بقرہ)، اردو

آپؐ نے فقر کی فضیلت میں فرمایا

☆: **اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ**، الحدیث۔ فقر میرا فخر ہے۔ (فقہ الاحوط)
رسالتمآب ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کوشش کر کہ تو دنیا سے فقیر ہو کر جائے نہ کہ مالداری کی حالت میں۔

☆: میری امت کے فقراء اُمراء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ایک روایت میں چالیس سال بھی آتے ہیں۔

☆: اَلْفَقْرُ شَیْنٌ فِی الدُّنْیَا وَزَیْنٌ فِی الْعُقْبٰی
(فقر دنیا میں عیب اور عقبیٰ میں زینت ہے)

☆: لِلْفُقَرَآءِ الصَّابِرِیْنَ عِنْدَاللهِ اَجْرٌبِغَیْرِ حِسَابٍ
(صابر فقراء کے لئے اللہ کے پاس بے حساب اجر ہے)

☆: فرمایا فقراء قیامت کے دن اللہ کے جلیس ہوں گے

☆: میری امت کے فقراء قبر سے براق پر سوار ہو کر جنت میں جائیں گے اور ہر فقیر کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہٹو بچو کہتے ہوں گے۔ اور اغنیاء ان کے مراتب دیکھ کر کہیں گے کاش ہم بھی دنیا میں فقیر ہوتے۔

☆: فقراء کو اغنیاء پر ایسی بزرگی حاصل ہے جیسے مجھے تمام مخلوق پر۔

الکتاب القرآن

مولوی عبدالحمید

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○

ترجمہ: اور (وہ وقت بھی یاد کریں) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا۔ کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور (نتیجہ) کافروں میں سے ہوگیا۔

گذشتہ آیات سے ربط:

اس آیت سے پہلے آدم علیہ السلام کی خلافت کا ذکر ہوا تھا اور خلافت کے لئے ایک علم اور دوسرا قدرت وطاقت کا وصف ضروری ہے کہ سب رعایا اس کے سامنے جھک جائے، اس کی اطاعت کرے۔ لہذا پہلی آیتوں میں ان کے علم کا بیان تھا۔ اب ان کی قدرت کا ذکر ہو رہا ہے۔

سجدہ کا لغوی معنیٰ:

اس کا لغوی معنیٰ عاجزی، تواضع، انکساری، خضوع، تذلل، فرمانبرداری اور جھکنا کے ہیں۔

سجدہ کا اصطلاحی معنیٰ:

اصطلاح شریعت میں ''وَضْعُ الْجَبْهَةِ عَلَى الْاَرْضِ'' پیشانی کا زمین پر رکھ دینا ہے۔

سجدے کی شرعی نقطہ نگاہ سے چار صورتیں ہوسکتی ہیں۔

۱: سجدۂ عبادت: کسی کو معبود جان کر عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا۔

۲: سجدۂ تحیہ: (سجدہ تعظیمی) کسی کو معبود نہ سمجھا جائے مگر صرف اس کی تعظیم وتکریم کے خیال سے سجدہ کرنا۔

۳: سجدۂ توجہ: کسی کو صرف قبلہ تصور کرتے ہوئے اس کی طرف منہ کر کے باری تعالیٰ کو سجدہ کرنا جیسے خانہ کعبہ کی طرف سجدہ کیا جاتا ہے۔

۴: سجدۂ توسل: کسی کو صرف اس خیال سے سجدہ کرنا کہ اس کی وساطت سے یہ سجدہ بارگاہ ایزدی میں قبول ہوگا اور اس طرح قرب الٰہی حاصل ہوگا، جیسا کہ کفار ومشرکین مکہ خود بھی بتوں کی عبادت کے نامعقول فعل پر نادم تھے مگر اپنی اس کفر وشرک کو چھپانے کے لئے صفائی کے طور پر مسلمانوں سے یہ کہتے تھے۔

مانعبدھم الا لیقربونا الیٰ اللہ زلفاً (الزمر ۳)

ہم ان بتوں کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کریں۔ گویا کہ وہ اپنے سجدوں کو سجدۂ توسل سے تعبیر کرتے تھے۔

سجدہ کیلئے کونسی ذات لائق ہے:

اللہ کے سوا کسی اور کو سجدۂ عبادت جائز نہیں رہا۔ سجدۂ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کیلئے ہر شریعت میں کفر اور شرک رہا ہے۔ اس کا جواز بھی موجود نہ تھا۔ اس لئے عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے سے انسان کافر ومشرک ہو جاتا ہے۔ بقیہ تینوں قسم کے سجدہ شریعت محمدی میں بھی حرام ہیں مگر کفر وشرک نہیں ہے۔ پہلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام

نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ **انی رأیت احد عشر کوکبا والشمس والقمر لی ساجدین ○** (سورۂ یوسف)

سجدہ کی تکمیل کے لئے پیشانی ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کا بغیر کسی عذر کے زمین پر لگنا ضروری ہے ورنہ عمل سجدہ مکمل نہیں ہوگا۔ صرف کسی کا بوسہ لینے کے لئے جھکنا سجدہ نہیں ہوتا۔

آدم کے لئے سجدہ:

حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں نے جو سجدہ کیا تھا وہ فقط تعظیم کے لئے تھا۔ دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ یہ سجدہ توجہ تھا آدم علیہ السلام کی حیثیت قبلہ کی تھی اور فرشتوں نے حکم الٰہی کی تعمیل میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف منہ کرکے باری تعالیٰ کو سجدہ ادا کیا۔

صوفیانہ تفسیر:

فرشتے اب تک رب کے لئے سجدہ کرتے رہے جو کہ ان کی ملکی اور روحانی طبیعتوں کا تقاضا تھا۔ ان سجدوں میں براہ راست رب کی تعظیم ہوتی ہے۔ آج حضرت آدم علیہ السلام نور الٰہی کی تجلی گاہ ہیں پس جو ان کے سامنے جھکے گا حقیقت میں رب ہی کو سجدہ کرے گا، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہوا۔

انّ الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ۔

بے شک جو آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ لہٰذا بہتر سلوک اور طریقت وہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعے حاصل ہو۔

علمی نکات:

الف: اس آیت میں شاگردوں کو استاد کی تعظیم اور ادب کا سبق دیا گیا ہے چونکہ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو علم سکھایا تھا لہٰذا انہیں اپنے استاد کی تعظیم کا حکم ہوا تا کہ آنے والی نسلیں ادب سیکھ سکیں۔

ب: اس میں وسیلے کی تعلیم بھی دی گئی ہے کہ تم انبیاء کے در سے ہو کر مجھ تک پہنچے۔ جو براہ راست مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا وہ شیطان کی طرح مردود اور ملعون ہوگا اور میری رحمتوں سے محروم رہے گا۔ جو انبیاء علیہم السلام کی چوکھٹ پہ آئے گا اس کی عبادت قبول ہوگی اور وہ سعادت مند ہوگا۔ شیطان نے بغیر وسیلہ پیغمبر مجھ تک آنا چاہا تو نیچے گرا دیا گیا۔ یہ ایک سجدہ تھا جس نے لاکھوں سجدے مقبول بنا دیے اور ابلیس کے لاکھوں سجدہ مردود کر دیئے۔ شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

نور محمدی آدم کی پیشانی میں:

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور مصطفیٰ جلوہ گر تھا۔ یہ سب حرکتیں اور عظمتیں اسی کی وجہ سے تھیں اور درحقیقت یہ سجدہ اس نور محمدیؐ ہی کو تھا۔ اس نور سے ہر جگہ رحمتوں کا ظہور ہوا۔

شعر

زبان حال سے کہتے تھے آدم
جسے سجدہ ہوا ہے میں نہیں ہوں

اسی نور کی برکت سے بابا آدم واماں حوا کی توبہ قبول ہوئی۔ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر آگ گلزار ہوگئی۔ اسماعیل علیہ السلام کو اسی نور نے ذبیح اللہ نبی بنا دیا۔ اسی نے اپنے باپ عبداللہ کو عبدالمطلب کی چھری سے ذبح ہونے سے بچایا۔

(باقی صفحہ نمبر ۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

درسِ حدیث

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

مولانا غلام حسن حسو

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِی فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِی اَمِنَ مِنْ عَذَابِی** (حدیث قدسی)

لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امن میں رہا۔

یہ حدیث قدسی ہے اور حدیث قدسی وہ کلام الٰہی ہے جسے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے روایت کرتا ہے۔

یہ حدیث قدسی کتب حدیث میں حضرت امام علی رضا اپنے آباء واجداد سے من وعن روایت کرتے ہیں یعنی آپ امام موسیٰ کاظم سے، وہ امام جعفر صادق سے، وہ امام محمد باقر سے، وہ امام علی زین العابدین سے، وہ امام حسین سے، وہ حضرت علی سے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح اس سلسلۂ روایت کی ہر کڑی آئمہ اہلبیت ہیں اسی بناء پر اسی سلسلۂ روایت کو محدثین سلسلۂ ذہب یعنی سونے کی زنجیر کہتے ہیں۔

مسلکِ نوربخشیہ کے شیخ طریقت حضرت شیخ نور الدین عبدالرحمن اسفرائنی نے اس حدیث کی ایک شرح میں ایک رسالہ لکھا ہے اور اس رسالے کا نام ''شرح حدیث سلسلۃ الذہب'' رکھا ہے اس میں اس حدیث کی عارفانہ تشریح وتوضیح کی گئی ہے یہ رسالہ ایران سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ حدیث احادیث کی بکثرت کتابوں میں روایت ہوئی ہے۔ کشف الغمہ ص ۲۷۱، سفینۃ البحار جلد اول ۴۲۹، فصول المھمۃ ۲۳۵، اعیان الشیعہ جلد چہارم ۱۱۸۔

اس حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے اور میری پناہ گاہ ہے جو شخص یہ کلمہ پڑھے گا گویا وہ اس قلعے یا پناہ گاہ میں داخل ہوتا ہے اب میری عذاب سے وہ مامون رہتا ہے۔ اس لئے اُسے میرے کسی عذاب کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔

اس حدیث قدسی میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے کو عذاب الٰہی سے خلاصی کا مژدۂ جانفزا ہے جو شخص لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے اس کی جان ومال اور عزت وآبرو محفوظ ہے۔ ایک دوسری حدیث نبویؐ میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّی دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ۔

مجھے حکم ہے کہ کفار سے اس وقت تک لڑوں کہ وہ لا الٰہ الا اللہ پڑھیں جب وہ یہ کلمہ پڑھیں تو گویا انہوں نے اپنا خون (جان) اور مال مجھ سے محفوظ کرالیا۔

یہ حدیث بکثرت کتب حدیث میں نقل ہوئی ہے۔ علماء وعرفاء فرماتے ہیں کہ کلمہ پڑھنے سے آدمی مسلمان ہوجاتا ہے اب دنیا میں اس کی جان ومال محفوظ ہے۔ اس کے خلاف جہاد جائز نہیں۔ قیامت کے دن وہ دائمی عذاب الٰہی سے محفوظ ومامون ہے۔ البتہ اس کے برے اعمال اور باطل خیالات کی وجہ سے عذاب کا شکار ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ عذاب عارضی ہے دائمی نہیں ہے۔ دائمی عذاب صرف مشرکین وکفار کے لئے ہے۔

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کسی مسلمان کا معذب ہونا اس کو جرم وگناہ کی آلودگی سے پاک کرنے کے مترادف ہے جبکہ کفار ومشرکین کا معذب ہونا دائمی ہے ۔آپ مثال دیتے ہیں کہ سونے کو غل وغش سے پاک کرنے کیلئے لوہار کی بھٹی میں ڈالا جاتا ہے اس میں کوئلے بھی ڈالے جاتے ہیں۔ سونا وہاں سے کندن بن کر نکلتا ہے اور کوئلے جل جاتے ہیں۔ کلمہ گو کی مثال سونے کی اور کفار ومشرکین کی مثال کوئلے کی سی ہے۔

کلمہ لا الہ الا اللہ کی فضیلت میں بہت سی روایات آئی ہیں یہی کلمہ مدار ایمان ہے آدمی جب دل کی گہرائیوں سے یہ کلمہ پڑھتا ہے۔ خلوص کی وجہ سے اس کی قدر وقیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور اجر وثواب میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ ضروری ہے کہ یہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلے ورنہ اس کلمہ کی ادائیگی اہل نظر کے پاس کوئی معنی نہیں رکھتا چنانچہ درویش لاہوری کا کہنا ہے۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

مسلک نوربخشیہ میں اس کلمہ کی بہت زیادہ اہمیت ہے، تبھی تو حضرت شیخ عبدالرحمن اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی باقاعدہ شرح میں رسالہ تصنیف کیا ہے۔ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اوراد فتحیہ میں فرماتے ہیں۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ** (لا الہ الا اللہ کا ثواب مخلوق کی تعداد، عرش کے وزن اور کلام الٰہی لکھنے کے سیاہی کے برابر ہے جس سے پڑھنے والا خوش ہوتا ہے)۔ اس لئے ہمیں لا الہ الا اللہ کا ہمیشہ ورد جاری رکھنا چاہئے اور اس کے معانی ومفہوم کو قلب ونظر کی گہرائیوں میں سمونا چاہئے۔

جاری ہے

بقیہ : قارئین کے خطوط

عسکری زندگی میں شمولیت کے بعد نوائے صوفیہ کا مطالعہ اہم ترین مشغلہ بن گیا ہے۔ یہ رسالہ اہل تصوف کے درمیان رابطے کا واحد ذریعہ ہے۔

سپاہی ذاکر حسین راولپنڈی کینٹ

میرے نام رسالہ ترسیل نئے سرے سے جاری کریں تاکہ اس علاقے کی برف پوش پہاڑوں پر رہ کر بھی اہل نوربخشیہ کی حالات وواقعات سے باخبر رہا جاسکے۔

حوالدار کریم سکساوی
4این ایل آئی رجمنٹ

نوائے صوفیہ بہت اچھا تبلیغی کام انجام دے رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی ہم نے کئی خطوط لکھے مگر شائع نہیں ہوئے۔

بوا شار، شبیر حسین، عبدالقیوم سلفی،
اشرف حسین، عبدالباری۔

نوائے صوفیہ سونے کی مانند ہاتھوں ہاتھ خریدے جاتے ہیں۔ اپنے وبیگانے بھی اس کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اعجاز حسین ڈاغونی،
چھوغوگرونگ

انمول باتیں

☆ جس نے قرآن کو سمجھا، اس کے ہاتھ میں سارے علوم کی کنجی آگئی۔
(علی کرم اللہ وجہہ)

☆ جہنم کی آگ کو وہی آنسو بجھا سکتے ہیں جو وقت سحر ایک مومن کی آنکھ سے ٹپکیں۔

☆ خاموشی کو اپنا شعار بناتا کہ زبان کے شر سے محفوظ رہ سکے۔
(حضرت لقمان)

☆ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو بولتے تو سمندر کی طرح ہیں مگر ان کے سوچ گندے تالاب کی طرح بدبودار اور محدود ہوتی ہے۔

فقہ

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اَمَّا مَکْرُوْهَاتُ الصَّلٰوةِ فَمِنْهَا اَلْاِلْتِفَاتُ يَمِيْنًا وَّيَسَارًا وَّنَفْخُ مَوْضِعِ السُّجُوْدِ وَالْعَبَثُ وَالْفَرْقَعَةُ وَعَقْصُ الشَّعْرِ وَتَنْقِيَةُ الْاَنْفِ وَالْبُصَاقُ اَوْحَبْسُهٗ فِیْ فِيْهِ وَالتَّنَحْنُحُ وَاِغْمَاضُ الْعَيْنَيْنِ لَوْ تَمَادٰی وَلُبْسُ الْخُفِّ الضَّيِّقِ وَالتَّمَطِّیْ وَمُدَافَعَةُ الْاَخْبَثَيْنِ وَالتَّاوُّهُ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مِنْ حَرَاقَةِ نِيْرَانِ الْمَحَبَّةِ الْاِلٰهِيَّةِ اَمَّا تَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ وَرَدُّ السَّلَامِ وَالدُّعَاءُ فِیْ غَيْرِ الْمَنْهِیْ عَنْهُ لَايَخْلُوْا عَنْ كَرَاهَةٍ عَنْ كَرَاهَةٍ وَلَايُبْطِلُ الصَّلٰوةَ. ط

ترجمہ: نماز کے مکروہ امور یہ ہیں۔

۱: دائیں اور بائیں کو متوجہ ہو جانا۔

۲: سجدہ گاہ کو پھونک مارنا۔

۳: داڑھی (وغیرہ) سے کھیلنا۔

۴: انگلیاں چٹخانا۔

۵: بالوں کا گچھا بنانا۔

۶: ناک صاف کرنا۔

۷: تھوکنا یا اسے منہ میں روک کے رکھنا۔

۸: کھنکارنا۔

۹: آنکھوں کو دیر تک بند رکھنا۔

۱۰: تنگ موزہ پہننا۔

انگڑائی لینا۔

۱۲: آہ آہ کرنا بشرطیکہ آہ کرنا محبت الٰہی کی آگ میں جلنے کی وجہ سے نہ ہو۔ تاہم چھینکنے والے کو دعا دینا، سلام کا جواب دینا اور غیر ممنوع صورتوں میں دعا کرنا (بھی) کسی حد تک مکروہ ہونے سے خالی نہیں ہے اور یہ چیزیں نماز کو باطل نہیں ٹھہراتی ہیں۔

وضاحت:

مذکورہ عبارتوں میں نماز گزار کے حق میں دوران نماز کئی باعث کراہت امور کی یوں نشاندہی کی گئی ہے۔

۱: التفات جانبین

۲: مصلّٰی کو پھونکنا

۳: ہاتھوں کا کھیل

۴: انگلیوں کی ورزش

۵: بالوں سے چھیڑ چھاڑ

۷: تھوکنا یا تھوک کو منہ کے اندر محبوس رکھنا

۸: بلاوجہ کھنکارنا

۹: بڑی دیر تک آنکھیں بند رکھنا

۱۰: تنگ جراب یا موزہ پہننا

۱۱: انگڑائی لینا

۱۲: قضائے حاجت کے باوجود اسے روک کر نماز پڑھنا

۱۳: ریاکارانہ آہ آہ کرنا

۱۴: چھینکنے والے کو دعا دینا

۱۵: سلام کا جواب دینا

۱۶: غیر ممنوع امور کے بارے میں دعا کرنا

تفصیلی وضاحت:

۱: التفاتِ جانبین:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی بجا آوری کے دوران کبھی اپنی دائیں طرف کو جھوم جائے اور کبھی بائیں طرف کو۔ گویا وہ اپنا منہ قبلہ کی سمت کو ہی رکھے اور بدن کو دائیں اور بائیں طرف کو موڑتا رہے۔ یہ عمل نماز کے لئے باعث کراہت قرار دیا گیا ہے۔ اگر بدن کے ساتھ ساتھ منہ کو بھی دائیں اور بائیں اطراف کو موڑ دے تو یہ عمل نہایت کی حدود سے نکل کر بطلان کی حدود کے قریب پہنچنے کا باعث بنے گا۔ لہذا نماز گزار اپنا منہ ہر حال میں قبلہ کی سمت میں رکھے۔

۲: مصلی کو پھونکنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی بجا آوری کے دوران جائے نماز پر موجود گرد وغبار وغیرہ کو ہٹانے کی خاطر اُسے پھونک مارنے لگ جائے تا کہ غبار وغیرہ کو جائے نماز سے ہٹایا جا سکے۔ یہ عمل بھی حالت نماز میں کراہت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

۳: ہاتھوں کا کھیل:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی بجا آوری کے دوران اپنے ہاتھوں کو بلاوجہ کبھی سینے سے لگائے، کبھی چہرے سے مَس کرے، کبھی وہ اپنے ہاتھوں کو سر کے بالوں کو کھجانے میں استعمال کرے اور داڑھی والا اپنی داڑھی سے کھیلتا رہے۔ گویا بلاوجہ ہاتھوں کو نماز کے اندر ہوتے ہوئے متحرک رکھے۔ اگر ہاتھوں کو بعض دیگر اعضاء سے مَس کرنا کسی مچھر وغیرہ کے کاٹنے پر اسے ہٹانے کی غرض سے ہو تو یہ باعث کراہت بھی نہیں ہوگا۔ اس طرح سے بدن کے کسی حصے پر جوں کی موجودگی سے قدرے کھجلی محسوس ہو تو نماز گزار اُس حصے پر اپنا ہاتھ پھیر دیتا ہے۔ یہ بھی باعث کراہت نہیں ہوگا۔

۴: انگلیوں کی ورزش:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی بجا آوری کے دوران ہاتھوں کی انگلیوں کی گرہ بندی میں لگا رہے۔ اس کو انگلیاں چٹخانا بھی غالباً کہتے ہیں۔ یہ عمل بھی باعثِ کراہت ہے کیونکہ اس کی کوئی خاص وجہ نہیں ہوتی۔ نماز گزار یونہی اپنی عادت کے مطابق انگلیوں کی ورزش میں لگ جاتا ہے۔

۵: بالوں سے چھیڑ چھاڑ:

اس کا ایک مطلب تو ہاتھوں کے کھیل میں گذر گیا ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز پڑھتے ہوئے اپنے بالوں کا گچھا بنانے میں لگ جائے۔ نماز گزار خواتین اپنی زلفیں سیدھی کرنے میں لگ جائیں یہ عمل بھی نماز گزار کے حق میں باعث کراہت قرار دیا گیا ہے۔

۶: ناک صاف کرنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی ادائیگی کے دوران ناک صاف کرنے میں لگ جائے خواہ وہ اپنے ہاتھ سے صاف کرے خواہ اس کے لئے بدن کا کوئی گوشۂ لباس استعمال کرے۔ ہاں اگر کسی نماز گزار پر شدید نزلہ گرا ہو اور اُس کی ناک کا بہاؤ تیز ہی رہتا ہو تو ایسی صورت میں نماز گزار حالت نماز میں ہی ناک صاف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لہذا اس قسم کی صورتِ حال باعث کراہت بھی نہیں ہوگی۔ کیونکہ نماز گزار یہاں پر مجبور محض بن گیا ہے۔

۷: تھوکنا یا تھوک کو منہ کے اندر محبوس رکھنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی بجا آوری کے دوران تھوکنے لگ جائے۔ واضح بات ہے کہ وہ جائے نماز کو تھوکے گا نہیں بلکہ دائیں بائیں یا سجدہ گاہ سے کافی پرے تھوکے گا۔ اجتماعی ادائیگی کے دوران ایسا کرنا دیگر نماز گزاروں کے حق میں باعث نفرت ہوتا

ہے۔ تھوک کو منہ کے اندر محبوس رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار کبھی کھانسنے لگتا ہے تو غلیظ بلغم اس کے منہ میں آتا ہے۔ نماز گزار اس غلیظ بلغم کو تھوکے بغیر منہ میں محبوس رکھتا ہے۔ تھوکنا تو مکروہ ٹھہرتا ہے۔ منہ میں بند رکھنا بھی مکروہ ٹھہرتا ہے۔ لہذا نماز گزار کو چاہئے کہ وہ ایسی حالت درپیش ہونے پر غلیظ بلغم کو نگل جانے کے بجائے اپنے کسی گوشۂ لباس کے ساتھ باہر نکالے تاکہ کراہت سے بچا جاسکے۔

۸: بلاوجہ کھنکارنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی بجاآوری کے دوران کسی خاص سبب کے بغیر اپنی عادت کے تحت یونہی کھنکارتا رہے۔ بے اختیار کھانسی کا شکار ہونا اس سے مستثنیٰ ہے۔

۹: بڑی دیر تک آنکھیں بند رکھنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی بجاآوری کے دوران کافی دیر تک آنکھوں کو بند رکھے۔ یعنی ایک رکعت کی تکمیل کے وقفے کے برابر یا اُس سے بھی کچھ زیادہ وقفہ آنکھیں بند رکھنے میں گزار دے تو ایسا کرنا مکروہ ٹھہرتا ہے۔ اگر تھوڑی سی دیر کے لئے آنکھیں بند رکھے تو اس میں کراہت کی بات نہیں ہوگی۔

۱۰: تنگ جراب یا موزہ پہننا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار اس قدر تنگ جراب یا اس قدر زیادہ تنگ موزہ پہنا ہوا ہو جس کی وجہ سے اس کو نماز کی بجاآوری کے دوران اٹھنے، بیٹھنے میں تکلیف محسوس ہوتی ہو۔ اس قسم کے درد اور تکلیف کی وجہ سے نماز گزار کی توجہ نماز سے ہٹ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ لہذا تکلیف پیدا کرنے والے نہایت تنگ موزہ بھی نماز پڑھنے کا دوران اُس کے پیروں میں نہ ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ نماز گزار زیادہ تنگ موزہ پہن کر نماز نہ پڑھے اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ نماز کی بجاآوری کے دوران میں نماز گزار اپنے قریب رکھے ہوئے تنگ موزہ پہننے لگ جائے۔ نماز پڑھتے ہوئے تو خواہ تنگ موزہ ہو خواہ کھلا موزہ ہو ایک اجنبی فعل ہے۔ اس سے نماز کی صحت عدم سے ہمکنار ہو جاتی ہے۔

۱۱: انگڑائی لینا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز پڑھتے پڑھتے انگڑائی بھی لینے لگ جائے۔ نماز کے اندر انگڑائی لینا ایک نہایت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ اس سے نماز گزار کی توجہ بھی قدرے ہٹ جاتی ہے۔ لہذا یہ باعث کراہت ٹھہری۔

۱۲: قضائے حاجت کے باوجود اُسے روک کر نماز پڑھنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار باوضو ہو مگر اُسے قضائے حاجت کی ضرورت پڑے۔ قضائے حاجت کی ضرورت پڑنے کے باوجود وہ یہ فیصلہ کرے کہ میں پہلے نماز پڑھوں گا۔ پھر قضائے حاجت کے لئے جاؤں گا۔ چنانچہ وہ بول و براز کو روک کر نماز پڑھنے لگ جاتا ہے۔ ایسا کرنا بھی مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

۱۳: ریاکارانہ آہ آہ کرنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض نماز گزار نماز کی بجاآوری کے دوران خود کو پہنچا ہوا بندۂ مومن ظاہر کرنے کی خاطر اپنے اختیار اور مرضی کے یونہی آہ آہ کرنے لگ جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی کوئی ظاہری وجہ نہیں ہوتی۔ یہ ایک قسم کی ریاکاری والی صورت ہے۔ سخت مکروہ ہے۔ ہاں! اگر نماز گزار واقعی پہنچا ہوا بندۂ مومن ہو اور وہ نماز کی بجاآوری کے دوران محبت الٰہی کی آگ میں جل جاتا ہو وہ نماز کے اندر میں بے اختیار کبھی کبھی آہ آہ کرنے لگ جاتا ہے یہ صورت مکروہ نہیں ہے۔

(باقی صفحہ نمبر ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

اقبالیات

نگاہِ مردِ مومن سے...

مجاہد حسین کاوش

گذشتہ سے پیوستہ

گذشتہ قسط میں بندۂ عاجز نے درویش لاہوری شاعرِ مشرق حضرتِ اقبال علیہ الرحمۃ کے ذیل والے شعر پر اختتام چاہا تھا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا؟
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

اسی شعر کے توضیح میں سلسلۂ نگارش جاری رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب دیکھیے رفیع الدرجات مردانِ باصفا کی نگاہ کس طرح ایک پل میں آدمی کی تقدیر بدل کے رکھ دیتی ہے۔

☆: محمد غیبی ایک نووارد سالک تھا۔ جویائے حق کا شوق اُسے غوث المتاخرین امام محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے حضور لے آیا۔ اُس نے دیکھا کہ اطراف بلادِ عرب و عجم سے عاشقانِ خدا کے قافلے جوق در جوق خانقاہ نوریہ کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ زیرِ تربیت مریدین کی ریاضات شاقہ کو دیکھ کر محمد غیبی نے اپنے آپ کو اس جانگداز آزمائشات کے قابل نہ پایا اور ساتھ ہی فیوض و برکات کے حصول بھی اس کا مقصدِ حیات تھا۔ جب اُس نے یہ سنا کہ امام نوربخشؒ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مجھے مرزا شارخ کی موت کی خوش خبری سب پہلے سنائے گا تو میں اس کو بغیر کسی تکلیف خدمت، ریاضت اور مشقت کے مطلوب اصلی و مقصودِ حقیقی تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ محمد غیبی نے اُسی وقت ماوراءالنہر کے علاقہ کا قصد کیا تاکہ اُس بدنصیب کی موت کی خبر آپ تک پہنچائے۔ جب مرزا شارخ ۸۵۰ھ کو مر گیا اور اس کی تدفین بھی ہوگئی۔ محمد غیبی اسی وقت شہر بلخ سے نکلا اور نہایت ہی سرعت کے ساتھ گیلان کی طرف روانہ ہوا۔ دو تین منزلوں کو ایک بنا کر امام سید محمد نوربخشؒ کی مقدس خانقاہ کے صحن میں پہنچ گیا۔ گھوڑے سے اترے اور بلا توقف امام محمد نوربخش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام کا تحفہ عرض کرنے کے بعد اُس بدانجام کی موت کا مژدہ سنایا، اور کہا یا حضرتؒ! مرزا شارخ جہنم رسید ہوا ہے۔ ہم نے اپنے ہاتھ سے اس کو دفن کیا ہے۔ یہ سننا تھا کہ غوث المتاخرین امام محمد نوربخشؒ نے پوری بشاشت سے محمد غیبی کے چہرہ پر شفقت کی نگاہ ڈالی اور صرف آپ کی ایک فیضانِ نظر کی برکت سے راہِ سلوک کا وہ نووارد سالک کاملین کے درجہ پر پہنچ گیا۔

اس رُوح پرور موقع پر حضرت امام محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک یوں غزل سرا تھی۔

آنم کہ زہر در کفِ من انگبین شود
دیو از لطافتم بمثالِ حورِ عین شود
آنم کہ گر بہ بیند آں شہِ ملک
آں بر درِ نیاز گدائی کمین شود

☆: میں وہ ہوں کہ میرے ہاتھ میں زہر بھی شہد ہو جاتا ہے اور میری لطافت سے دیو بھی حورِ عین کی طرح ہو جاتا ہے۔ میں وہ ہوں کہ اگر بادشاہ پر نگاہ ڈالوں تو فقیر کی نیازمندی کے دروازے پر خادم بن جائے۔

پھر اُن میں سے ایک آدمی حیران ہوا کہ اتنی جلدی خدا تعالیٰ تک کیسے

پہنچ گیا۔ اس نے سمجھ رکھا تھا کہ چلہ کشی کے بغیر یہ چیز حاصل نہیں ہوتی تو آپؐ نے فرمایا (کیونکہ آپؐ نے اس کی حیرانگی بھانپ لی تھی)۔ نہیں میری جان! نوربخش کی نگاہ کیمیا کا اثر ہے وہ جس چیز کو بھی دیکھتا ہے، وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے۔

اسی دن حضرت امام محمد نوربخش نے محمد غیبی کو بیعت لینے، توبہ کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنے اور لوگوں کی رہنمائی کرنے کی سند عطا فرمائی اور پھر اُسے وہاں سے رخصت کر دیا۔

یک لخت تقدیر بدل دیئے جانے پر شاید محمد غیبی کی ذہنی تصورات اس بات کی ترجمانی کر رہا تھا۔

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے
دلوں کو فکرِ دو عالم سے کر دیا آزاد
ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے
امیدوار ہیں ہر سمت عاشقوں کے گروہ
تری نگاہ کو اللہ دل نواز کرے (حسرت موہانی)

نگاہِ اولیاء کی شرف یابی پر نازاں ہونا اپنی جگہ مگر وہ فرد جس کی پرورش ہی نگاہِ مصطفےٰ کی چھاؤں میں ہوئی ہو تو اس کی خوبیٔ قسمت کا کیا عالم ہوگا۔ نگاہِ مصطفےٰ کی قدر و منزلت اس واقعہ سے ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

☆: روایت میں آیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ امام الانبیاء ﷺ کو اطلاع دی گئی تو کملی والے آقائے دو عالم تشریف لائے۔ ابھی تک شیرِ خدا نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ نبیؐ نے علیؑ کو گود میں اٹھایا اور پھر خود ہی نہلایا۔ پھر اپنی زبان مبارک علیؑ کے منہ میں دی تو علیؑ نے آنکھیں کھول دیں۔

ادھر آغوش کی حسرت اُدھر دیدار کا ارمان
علیؑ نے کھول دی آنکھیں نبیؐ نے گود پھیلائی

جوان ہونے کے بعد ایک دن حضور علیہ السلام نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ تم نے میرے آنے سے پہلے آنکھیں کیوں نہ کھولیں تھیں؟ تو حضرت علیؑ نے عرض کی۔ آقا! میری تمنا یہ تھی کہ میری آنکھ کھلے تو میری نگاہ رخِ مصطفےٰ پر ہی پڑے۔

اہلِ تصوف میں نگاہِ مصطفےٰ کی برکتوں اور حکمتوں کا فیضان شاہِ ولایت علی علیہ السلام کی توسط سے چلا آرہا ہے۔ یہ نگاہِ مصطفےٰ کی تاثیر ہی تو ہے کہ اہلِ طریقت کے شاہان کی فیضانِ نظر انسانوں کی کائنات بدل دیتی ہیں۔ سالہا سال کی ریاضات و مشقت کے مقابلے میں ان کی ایک نگاہ زیادہ تاثیر رکھتی ہے۔ زہے نصیب! کسی مرید پر مرشدِ باکمال کی نگاہِ شفقت پڑ گئی تو اُس مرید کی اسی دن ہی دنیا بدل گئی۔

حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

☆: میں نے اپنے مرشدِ کامل کی ایک نظر سے وہ فیض پایا ہے جو دوسروں کو چالیس دن کی چلہ کشی میں بھی میسر نہیں آسکتا۔ میں نے ان کی گفتگو میں وہ کچھ پایا ہے جو دوسروں کو برسوں میں بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

حضرت سلطان محمد باہو علیہ رحمۃ فرماتے ہیں کہ،

☆: مرشدِ کامل ایسا ہی ہونا چاہئے جو طالب کو ایک ہی نظر سے مراتبِ انتہا کو پہنچا دے اور تمام حجابات کو دور کر کے اُسے مشاہدات میں غرق کر دے۔

جو لوگ بغیر ریاضت کے معرفت و حقیقت کے سہانے خواب دیکھتے ہیں اور بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں ان کی بے عملی اور خشک دعوؤں کو جھٹلانے کے لئے مندرجہ قول ہی کافی ہے۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں کہ،

☆: مجھے ایسی قوم پر تعجب ہے جو نفسانی لذتوں پر اپنے اسرار کو اور

شہوت پر اپنی آنکھوں کو فنا کردیتی ہے اور ساتھ ہی حلاوتِ ذکر اور لذتِ مناجات کی تمنا بھی کرتی ہے۔ایسا کیونکر ہوسکتا ہے؟

اب ان عنایات وانعامات بے پایاں کا بھی تذکرہ ہوجائے جو نگاہِ مردِ مومن کے لئے مقدر قرار دی گئی ہیں۔

☆: حدیث نبویؐ میں فرمایا گیا ہے کہ،

دوزخ تین آنکھوں پر حرام کردی گئی ہے۔

۱۔ جو خدا کے خوف سے روئی ۲۔ جو اللہ کی راہ میں جاگی

۳۔ جو محرمات سے بچی

ایک اور مقام پر ان الفاظ میں بشارت دی گئی ہے۔

مَنْ تَذَكَّرَ خَطَايَاهُ وَبَكَىٰ عَيْنَاهُ رَضِيَ مِنْهُ الْإِلٰهُ (جو کوئی اپنے گناہوں کو یاد کرے اور آنکھ سے آنسو بہائے اس سے خدا راضی ہوا) جو بندہ مولیٰ (اللہ تعالیٰ) کے اشتیاق میں رویا اس کیلئے جنت ہے۔

☆: بزرگان دین کا قول ہے کہ بہتر رونا وہ ہے جو اشتیاق مولیٰ کے لئے ہو اور بدتر رونا وہ ہے جو دنیا کے جاتے رہنے کے لئے ہو اور حدیث میں ہے کہ دُنیا میں خوف خدا سے رونے والا قیامت کے دن جنت میں ہنستا ہوا جائے گا اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن دوزخیوں کو جمع کریں گے اور کہیں گے کہ آج اپنے حال پر روؤ جس قدر روسکو۔ کیونکہ دُنیا میں خدا کے خوف سے تمہارا ایک آنسو بھی نہیں نکلا۔

حضرت محمد بن عجلانؒ سے منقول ہے کہ،

☆: قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی، سوائے تین آنکھوں کے۔ وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتی رہے۔ وہ آنکھ جو حرام اور ناجائز مقام سے بچی رہی۔ وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں بیدار رہی۔

حکایاتِ سلفِ صالحین کا حوالہ بھی تقویتِ موضوع کے لئے ضروری سمجھا گیا ہے۔ چندے حکایات منقول ہے۔

☆: حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ ہے کہ آپ دس برس تک برابر روتے رہے یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی جاتی رہی پھر اللہ نے ان کی آنکھیں روشن کیں اس کے بعد پھر آپ گیارہ برس تک روتے رہے۔ آنکھیں پھر جاتی رہیں پھر اللہ نے انہیں روشن کردیا پھر آپ گیارہ برس تک روتے رہے یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی تیسری مرتبہ جاتی رہی اور پھر اللہ نے روشنی عطا کی اور خطاب ہوا کہ اے شعیب اگر تم جنت کی طلب میں روتے ہو تو وہ تمہارے لئے ہے اور اگر دوزخ کے خوف سے روتے ہو تو وہ تم پر حرام ہے۔ اس پر آپ نے جواب دیا اے پروردگار! مجھے نہ جنت کی خواہش ہے نہ دوزخ کا خوف میں تو فقط تیرے اشتیاق میں روتا ہوں۔

☆: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار الٰہی کی تمنا کی اور جواب میں ارشاد ہوا **لَنْ تَرَانِي** (تم مجھے نہیں دیکھ سکتے) تو اس کے بعد کسی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر مناجات میں مشغول تھے استفسار ہوا کہ تم بھوکے اور پیاسے اور غمناک کیوں رہتے ہو۔ انہوں نے نعرہ مار کر عرض کیا! تو بڑا جاننے والا ہے تجھے معلوم ہے کہ جب سے مجھے حکم لَنْ تَرَانِي ہوا ہے میری بھوک، پیاس، راحت سب جاتی رہی۔ ارشاد ہوا اگر میرے دیدار کے متمنی ہو اور قیامت کے دن میرے لقاء سے شرف حاصل کرنا چاہتے ہو تو شکم کو گرسنہ اور جگر کو تشنہ اور چشم کو گریاں اور قلب کو بریاں رکھو

☆: حضرت یحییٰ علیہ السلام اس قدر روتے تھے کہ رخسار مبارک کا گوشت پوست سب آنسوؤں کے ساتھ بہہ گیا۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ،

☆: ایک شب کو حضور سرورِ عالم ﷺ میرے یہاں تشریف فرما تھے

اور آپ کا سر میرے بازو پر تھا اور میں ریش مبارک کو ہاتھ سے صاف کر رہی تھی اور میرے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف تھے۔ جب آپ نے ان کی آواز سنی تو اٹھ بیٹھے میں اپنا سر آپ کی بغل میں رکھ کے لیٹ گئی۔ جب انہوں نے یہ آیت پڑھی **کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون** (وہ لوگ قیامت کے دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے) تو آپ رونے لگے اور مجھ پر آپ کے آنسو گرے، میں اٹھی اور سر مبارک کو پکڑ لیا ایک گھڑی کے بعد میں نے پوچھا کیا آپ جنت کے لئے گریاں ہیں؟ آپ نے فرمایا! نہیں۔ میں نے پوچھا پھر کیا دوزخ کے خوف سے گریاں ہیں؟ آپ نے فرمایا! ۔**انا مشتاق ربی اشتیاقاً انا مشتاق ربی اشتیاقاً** (میں اپنے رب کا مشتاق ہوں۔ مجھ کو سخت اشتیاق ہے)۔ اسی کو آپ بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر بہنے لگے۔

☆: حضرت امام جعفر صادقؒ کا سن جس وقت چار سال کا تھا تو کسی بزرگ نے آپ کو بازار میں بے قراری کے ساتھ روتے دیکھ کر سبب پوچھا تو آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ خاندانِ نبوی کی عظمت کے لحاظ سے اُن بزرگ نے خیال کیا کہ یہ صاجزادے کم عمر ہیں شاید کسی چیز کے لئے روتے ہوں اگر یہ فرمادیں تو وہ چیز میں ان کی خدمت میں حاضر کردوں۔ پھر باصرار تمام پوچھا اس وقت آپ اور زائد آبدیدہ ہوئے اور فرمایا میں غضب الٰہی کے خوف سے اور دوزخ کی آگ کے خیال سے روتا ہوں۔

سیدنا و مرشدنا سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ،

☆: اپنی محبت کو خداوند بزرگ و برتر کی طرف پھیر اور اس بات سے بچ کہ جس آنکھ سے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھے، اسی آنکھ سے غیر اللہ کو دیکھے اور تو اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گر جائے۔

مذکورہ فرمودات بیش بہا سے بہرہ وری کے بعد انسان کو جان لینا چاہئے کہ وہ محض ایک جسم ہی نہیں بلکہ وہ دیدۂ حق بین بھی ہیں (جو خدا کا مشاھدہ کر سکتا ہے)

مرشدِ روشن ضمیر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آدمی دیدست وباقی لحم وپوست
ہرچہ چشمش دیدۂ است آں چیز اوست

آدمی دیدہ ور ہونے کا نام ہے، باقی تو گوشت پوست ہے۔ آدمی کی چیز وہی ہے جو اس کی آنکھ نے دیکھ لیا۔

ایک اور جگہ مولانا نے آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی آنکھ سے تعبیر کیا ہے۔

بود آدم دیدۂ نورِ قدیم

☆: کتب تصوف میں مذکور ہوا ہے کہ یہ بعید نہیں کہ انسان ریاضتِ شاق اور اخلاصِ عمل کی بدولت اس نہج پہ رسائی حاصل کرے کہ وہ جو کچھ بولتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بولتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے اس سے سنتا ہے، ہر چیز میں اسے وہ نظر آتا ہے اور ہر چیز اس سے سمجھتا ہے اور وہ ہر لحہ زبان حال سے کہتا ہے۔

اذا ابصرتنی ابصرته
واذا ابصرته ابصرتنی
روز و شب میگفت مجنوں ایں سخن
من کیم لیلیٰ و لیلیٰ کیست من؟
ما دو روحیم آمدہ در یک بدن
من کیم لیلیٰ و لیلیٰ کیست من؟

(ہر وقت مجنوں یہ کہتا پھرتا تھا کہ لوگو! سنو میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ ہی میں ہوں۔ ہم دونوں ایک ہی جسم کی دو روح ہیں اور ہم دونوں ایک

ہیں، ہم میں کوئی دوئی نہیں)۔

جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس پر،

رَئَیْتُ رَبِّی فِی اَحْسَنِ صُوْرَۃ (میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا) کا مقام مکشوف ہو جاتا ہے۔ لقائے رب کے شدید اشتیاق کے پیش نظر اس بندۂ مشتاق کو اس بات کا مژدہ سنا دیا گیا ہے کہ،

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ ۱۱۵) (تم جہاں رخ کرو گے وہاں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے)۔ لقائے رب کی اس یقین دہانی کے ساتھ ہی سالک کا زبان حال اقرار کر رہا ہوتا ہے۔

جهان را بلندی و پستی توئی

ندانم چه هر چه هستی توئی

میرے پروردگار! اس کائنات کی ساری بلندی و پستی تو ہی تو ہے۔ میں تو اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ کچھ ہے تو، تو ہی ہے۔

اب سالک بامراد پر یہ حقیقت بجا طور پر آشکار ہو جاتی ہے کہ،

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ٥ (ق ۱۶) **(ولکن لا تبصرون)** ہم تم سے تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں (لیکن تم دیکھتے نہیں ہو)۔

☆: حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شعراء کبار میں یہی امتیاز تفاوت عظمت کا سبب بنی ہے کہ اقبال اپنے اشعار میں جابجا مسلمان قوم کیلئے مقام اشرف اور نگاہ مرد مومن کے آرزومند رہے ہیں۔

جہاں بینی کا شوق ہو تو ذوق دیدار پیدا کرو، کی آفاقی سوچ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ اس طرح حضرت اقبال جہاں مسلمان قوم کو دنیاوی قیادت پر متمکن دیکھنے کے آرزومند تھے وہیں روحانیت میں بھی ان کی ساکھ بحال کرانے کیلئے کوشاں تھے۔ تبھی تو عظمت رفتہ کا حصول یقینی بن سکتا ہے۔ بال جبریل میں فرماتے ہیں۔

عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے

نگاہ مسلماں کو تلوار کر دے

وہ عزم اور حوصلے جو اسلاف سے ورثے میں ملے تھے مومنوں کے سینوں میں دفن ہیں، انہیں پھر سے بیدار کر دے کہ مسلمان کی نگاہیں تلوار کی مانند کاٹ کی حامل ہوں جو حریف کو فنا کے گھاٹ اتار دیں۔ یعنی ان میں عملی جدّ و جہد کا جذبہ پیدا ہو سکے!

الغرض: عملی جدّ و جہد ہی روحانیت کا مسلک ہے اور روحانیت کے بغیر فطرت کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ جب تک فطرت کے تقاضے پورے نہیں کیے جاتے، اس وقت تک انسان، انسان کامل نہیں بن سکتا۔ روحانیت میں ایک مرشد کامل کے ذریعے ہی یک لخت میں قسمت بدلی جا سکتی ہے۔

جس پر ولی کی ایک نظر پڑ جائے
اس کے پیچھے سو مرد جان نچھاور کرے گی
جب تک تجھ پر کسی مرد کامل کی نظر نہ پڑ جائے
طاعت سے یہ مقام ہاتھ نہ آئے گا

☆ مآخذ ومنابع

☆ قرآن مجید مترجم، ☆ اصول اعتقادیہ (امام نور بخش)
☆ فتوح الغیب (شیخ عبدالقادر جیلانی)
☆ رابطہ شیخ (پیر عبداللطیف نقشبندی)، ☆ نفحات الانس (عبدالرحمن جامی)
☆ عوارف المعارف (شیخ عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی)
☆ تنبیہ الغافلین (نصر بن محمد ابو اللیث سمرقندی)
☆ رسالہ تلقیہ (سید علی ہمدانی) ☆ شمس العارفین (حضرت سلطان باہو)
☆ احوال و آثار سید محمد نور بخش (مولانا خادم حسین مرحوم)
☆ تذکرۃ الاولیاء (شیخ فریدالدین عطار)
☆ تحفۃ الاحباب (محمد علی کشمیری)، ☆ بال جبریل (ڈاکٹر محمد اقبال)
☆ انیس الواعظین، ☆ مجلہ کاروان قمر (صحبت خان کوہاٹی)
☆ مرقع اردو، ☆ خاک کربلا (سید افتخار الحسن زیدی)۔

معارف قرآن

جمع وتدوینِ قرآن

جی ایچ معروفی

﴿گذشتہ سے پیوستہ﴾

جامع قرآن خود آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی تھے

میرے سابقہ مضمون کا آخری پیرا یہی تھا کہ ''تبیان'' میں سارے دعوے تضاد کا مجموعہ دکھائی دیتا ہے۔ بہر حال موجودہ قرآن مجید کے نسخے پر پورے عالم اسلام میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کیونکہ اسے عہد نبویؐ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذاتِ خود نگرانی فرما کر کاتبین وحی سے لکھوائے تھے اور آیتوں کو بھی آپ کے ہی مشورہ سے مرتب کئے گئے تھے۔ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ فوراً اس کو لکھوانے کا بندوبست کرتے اور کاتبین وحی سے فرماتے کہ فلاں آیت فلاں جگہ پر اور فلاں آیت فلاں جگہ پر لکھو، یہ طریقہ کار آپ کو حضرت جبرائیل نے سکھائے۔ لہذا موجودہ قرآنی ترتیب خدائی حکم سے خود آنحضرتؐ نے اپنے دورِ حیات میں مکمل فرمایا ہے، اس لئے آپ ﷺ کو جامع القرآن کہتے ہیں۔ لہذا ترتیب نزولی یا غیر ترتیب کا نزاع کھڑا کر کے مسلمانوں کو گروہوں میں تقسیم کرنا اسلامی اساس کو متزلزل کرنے کے مترادف ہے۔

میرے مضمون کے پہلے قسط پر ''تبیان'' کے لکھاریوں نے قارئین کو یہ بتا کر گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ معروفی نے بھی قرآن کے موجودہ ترتیب کو ترتیب نزولی کے مطابق نہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے میں قارئین نے خود ملاحظہ کیا ہوگا کہ میں نے کیا لکھا ہے اور تبیان والے قارئین کو کیا بتا کر گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ میں نے واضح الفاظ میں لکھا تھا کہ موجودہ ترتیب ظاہر ہے ترتیب نزولی کے مطابق نہیں مگر یہ ترتیب خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کے حکم سے اپنے دورِ حیات ہی میں مکمل کیا تھا۔ لہذا اگر کوئی قرآن شریف کو اس ترتیب سے ہٹ کر پیش کرے گا وہ مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں ہوگا۔ لہذا جو لوگ ترتیب نزولی یا غیر ترتیب کا مسئلہ بناتے ہیں وہ قرآن سے مخلص نہیں ہیں۔ یہ معاملہ اسی وقت حل ہو چکا تھا۔ اب اختلاف کا دروازہ کھولنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی۔ صحابہ کرام بشمول حضرت علیؓ نے مصاحف لکھے ہیں۔ یہ تمام مصاحف موجودہ شکل میں تھے اور زید بن ثابت کے بورڈ میں جمع کرا دیے تھے۔ اس کے بعد تمام عالم اسلام کے لئے موجودہ قرآن مجید ایک نظیر کی حیثیت سے مسلمانوں کیلئے حجت ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت علی اپنے دورِ خلافت میں اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن کے بارے میں بتا چکے ہوتے مگر انہوں نے موجودہ قرآن پر ہر لحاظ سے اعتماد کا اظہار کیا۔ لہذا ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ بلا چوں و چرا اسی قرآن مجید کو قبول کر لیں اور غیر ضروری تاویلات اور غیر معتبر کتابوں کا حوالہ جات لے کر دوسرے سادہ لوح مسلمانوں کو بھی شش و پنج میں مبتلا نہ کریں، یہ بات اسلام کے حق میں نہیں جاتا کیونکہ قرآن میں فرمایا ہے **ذالک الکتاب لاریب فیہ o** یعنی یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس واضح آیت کے بعد مسلمانوں کا دل صاف ہو جانا چاہئے۔ ''تبیان'' والے کہتے ہیں حضرت علی کا قرآن موجودہ قرآن سے اس لئے مختلف ہے کہ اس میں آپ نے ترتیب نزولی کے مطابق ناسخ ومنسوخ اور بہت کچھ شامل کیا ہے مگر یہ نسخہ نہ کسی نے دیکھا ہے اور نہ کسی کے پاس موجود ہے۔ یہ مضحکہ خیز باتیں

"تبیان" کے پرستاروں کو مبارک ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے بھی مصحف لکھا تھا اور یہ مصحف زیدؓ بن ثابت کے بورڈ میں جمع کرادی تھی اور انہوں نے حضورؐ کے حکم کے روشنی میں موجودہ ترتیب کے مطابق مرتب فرمایا تھا، کیونکہ یہ ترتیب خدا کے حکم سے خود حضورؐ نے رائج کیا ہے اور جمع قرآن کے سلسلے میں حضرت علیؑ نے خدا اور اس کے رسول کے حکم کے برخلاف کوئی کام نہیں کیا۔ "تبیان" والے اور سیرۂ معصومین والے جن کتابوں کا حوالہ دے کر ڈھنڈورا پیٹتے ہیں یہ کتابیں دراصل مسلمانوں کو گروہوں میں تقسیم کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ان کتابوں میں سرفہرست درِّ منثور اور تبیان الحقائق نامی کتابیں ہیں۔ ان کتابوں کا نظریہ مسلمانوں کے نظریہ سے بالکل مختلف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان مصنفین نہ ان کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں نہ ان کا مطالعہ کر کے مسلمانوں کو قرآن کے بارے میں دوسرا رخ دکھاتے ہیں۔ کیونکہ کوئی غیرت مند مسلمان ایسے کتابوں کا مطالعہ کرنا گوارا نہیں کرتا جس میں قرآن مجید میں کمی بیشی کا حوالہ دیا گیا ہو۔ "تبیان" والے اور سیرۂ معصومین والے ان کتابوں کے بل بوتے پر مسلمانوں میں غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں لہٰذا یہ کتابیں انہی کو مبارک ہو، جہاں سے انہیں یہ مواد ملی ہیں۔ "تبیان" کے حالیہ شمارہ میں صفحہ نمبر 5 پر لکھا ہے کہ حضرت حفصہؓ کے پاس موجود مصحف مروان نے جلادی تھی۔ یعنی اُن کا اشارہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جو مصحف تیار کیا ہے وہ حضرت حفصہؓ والا نسخہ نہیں ہے۔ یہیں سے مصحف عثمانی پر ان کی طرف سے شکوک کا اشارہ ملتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "تبیان" والے سیوطی کے درِّ منثور کو بتدریج عوام میں متعارف کرا کر اپنی نظریئے کو ان کے نظریہ سے ہم آہنگ قرار دے کر اپنی مقصد کیلئے راہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔ ان کے بقول سیوطی سنی مسلمان ہے مگر اہلسنت والے ان کے نظریہ کے مخالف ہے۔ تاہم "تبیان" والے ان کے نظریہ کو ہر موڑ پر پیش کر کے اپنے نظریہ سے ہم آہنگ قرار دیتے ہوئے دیکھائی دیتی ہے ان کا ایک اور ہم خیال ساتھی نے اسی درِّ منثور اور تبیان الحقائق کے حوالے سے (جس کے مناسبت سے موجودہ "تبیان" کا نام رکھا گیا ہے) آغا محمد سلطان نے التفریق والتحریف فی الاسلام نامی اپنے کتاب میں آیہ **یاایھا الرسول بلغ** الخ میں **علی مولیٰ المومنین** حذف کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے ایک اور آیت **کفی اللہ المومنین القتال الخ** میں سے علی ابن ابی طالب کا نام نکال دینے کا دعویٰ کیا ہے اس طرح اس میں لکھا ہے کہ آیہ رضا الکبیر اور سورہ رجم شامل نہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس قسم کے روایات کا سہارا لے کر قرآن کریم کے متعلق شبہات پیدا کرنا کتاب الٰہی سے روگردانی کے مترادف ہے۔ کتابوں میں کیا کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا۔ کیا ان کتابوں کا حوالہ دے کر قرآن کو مشکوک بنانا نظریہ ضرورت ہے؟ زمانہ رسالتؐ سے یہ بات مسلم ہے کہ قرآن مجید میں کل آیات 6236 کل تعداد کلمات 86430 کل تعداد حروف 323760 ہے، اگر کسی کو یقین نہیں ہے تو چیک کرلیں۔ "تبیان" کے شمارہ نمبر 22 صفحہ 11 پر غلام عباس کوروی نے قرآن مجید کے آیت **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** کے ترجمہ میں حضرت علیؑ کا نام فٹ کردیا ہے، حالانکہ اس آیت میں علیؑ کا نام شامل نہیں ہے مگر انہوں نے اس طرح ترجمہ کیا ہے جیسے کہ متن میں ہی شامل ہو لہٰذا آیات خداوندی کو اپنے خواہشات اور آراء کے مطابق موڑنا اور اس میں زائد الفاظ کا شامل کرنا چاہے متن ہو یا ترجمہ ہو، جائز نہیں ہے۔ اس طرح انہوں نے صفحہ 12 پر لکھا ہے کہ **القوم الکافرین** سے مراد کافر نہیں ہے بلکہ مسلمان ہیں۔ (استغفر اللہ)

"تبیان" کے شمارہ 24 میں صفحہ 4 پر مختصراً یہ کہا گیا ہے کہ علیؑ نے کئی صحیفے لکھے ہیں مگر واضح نہیں ہے۔ یہ کتاب وہ مصحف تھا یا دوسری کتاب تھا اس عبارت سے ان کے تمام دعوؤں کی قلعی کھل گئی ہے۔ پہلے تو یہ کہتے رہے کہ آپ نے مصحف لکھ کر صحابہؓ کے سامنے پیش کیا تھا قبول نہ کرنے پر خفگی فرمایا اور یہ مصحف امام مہدی علیہ السلام لے کر ظہور ہونگے۔ مگر "تبیان" کے اس عبارت نے ان کے تمام دعوؤں پر پانی پھیر دی ہے اور شکوک و شبہات کا اظہار پیدا کیا ہے اور یہ بھی بار بار لکھتا ہے کہ ان خصوصیات کا حامل یہ مصحف کسی مسلمان کے پاس نہیں ہے لہٰذا یہ قرآن امام مہدیؑ لے کر ظہور ہونگے اس کے ثبوت میں حالیہ شمارہ 25 میں صفحہ 4 پر ایک عربی عبارت

تحریر کیا ہے اس میں امام مہدیؑ کا ذکر تک نہیں ہے جبکہ ترجمہ میں امام مہدیؑ کا مصحف علی لے کر ظہور ہونے کا دعویٰ کیا ہے، لہذا ثابت ہوا مصحف علی حضرت امام مہدیؑ کے پاس موجود نہیں۔ جبکہ شمارہ 24 کے صفحہ 3 پر لکھا گیا ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے متعدد مصاحف لکھے تھے ان میں سے چوتھا مصحف مدینہ منورہ میں محفوظ پایا گیا ہے۔

قارئین کرام! خود اندازہ کریں کہ یہ حضرات دعویٰ بھی کرتے ہیں اور خود ہی اس کی نفی بھی کرتے ہیں یوں ان کے دعوے تضاد کا مجموعہ ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ غیر صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد کو صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد قرار دے کر اشاعتی کام بڑے زور وشور سے کیا جارہا ہے۔

حفاظت قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ:

آسمانی کتابوں میں سے کسی کے بارے میں یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہو مگر قرآن کریم کو دسترس زمانہ سے محفوظ رکھا بلکہ اس کی زبان کو بھی زندہ جاوید بنادیا۔ آج دنیا میں کروڑوں انسان عربی بولتے اور سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ٥** ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم اپنی حفاظت میں انسانی مساعی سے بے نیاز ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ لہذا جو لوگ قرآن مجید کو مشکوک بنانے والے کتابوں کا سہارا لے کر مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنا چاہتے ہیں، انہیں خوف خدا کا خیال آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے سابقہ کتب کی حفاظت کا کام ان کے حاملین کے سپرد کیا تھا مگر وہ لوگ اس عظیم ذمہ داری کو نبھانے سے قاصر رہے۔ جب قرآن نازل ہوا تو نہ صرف اس کی حفاظت بلکہ اس کو آنحضرتؐ کے سینہ میں محفوظ کرنے اور آپ کو پڑھانے تک کی بھی اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری قبول کیا۔ آغاز نبوت میں آپ کا معمول تھا کہ نزول وحی کے وقت جلدی جلدی لب ہلاتے تھے تاکہ نازل شدہ آیات اچھی طرح یاد ہوجائیں۔ اس ضمن میں فرمایا **لاتحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرآنه ٥** آپ اپنی زبان کو جلدی جلدی حرکت نہ دیں بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارا ذمہ ہے۔ اس آیت کے بعد آپ کا معمول یہ ہوگیا کہ جبرئیل آتے تو آپ خاموش ہوکر سنتے جاتے تھے۔ جبرئیلؑ اپنا کام ختم کرتے تو حضور کا کام شروع ہوجاتا اور مسلمانوں کے سینوں تک پہنچا کر ختم ہوتا۔ یہ قرآن کریم آسمانی لوح محفوظ سے نازل ہوکر حضور کے قلب مبارک کی لوح محفوظ میں آتا پھر اسے آپ صحابہؓ کے سینوں میں اور کاتبین وحی کے ذریعہ تحریری شکل میں محفوظ فرماتے تھے۔

جاری ہے

حضرت امام **محمد نوربخشؒ** نے فرمایا

مرشد کامل

اے عزیز جان لو! مرشد کامل جسے اللہ تعالیٰ ناقصوں کو تعلیم وتربیت دے کر کامل بنانے کی غرض سے تجلیات ذاتی وفنافی اللہ جیسے بلند تر مقام سے عالم عناصر میں بھیج دیتا ہے۔ دنیا والوں کے لئے تعلیم وارشاد دینا اس صاحب وقت کے ذمے واجب ہوجاتا ہے۔ اگر وہ چاہے کہ کم از کم وقت میں ناقصوں کو تمام مراتب تجلیات سے بہرہ ور اور کامل بنائے، اسے چاہئے کہ ان دس قاعدوں کے مطابق انہیں تعلیم وتربیت دے جو **مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** موت حقیقی سے پہلے موت اختیاری سے مرجاؤ کے تحت موت اختیاری کے طریقوں پر مشتمل ہے اور وہ دس قاعدے توبہ، زہد، توکل، قناعت، عزلت، ذکر، توجہ، صبر، مراقبہ اور رضا ہیں۔ ولایت کی صفوں میں بازی لے جانے والے اولیائے عظام اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تک پہنچانے والے راستوں میں سے سب سے قریب راستہ یہی ہے۔

معاشرہ اور فرائض

اسلامی معاشرے میں مرد اور عورت کا کردار

سید حسن شاہ سریکی

ارشاد ربانی ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط (البقرہ)

ترجمہ: تم ایک دوسرے کے لباس ہو۔

تشریح: قرآن مجید نے لباس کا جو لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ ستر پوشی اور زینت زندگی کی اہم ضرورت بھی ہے۔ لباس کے لفظ میں وہ سب کچھ آگیا جو زوجین کے باہمی تعلق واعتماد کے متعلق زیادہ سے زیادہ کہا جاسکتا ہے کہ تم ان کے لباس ہو اور وہ تمہارا لباس ہو۔ لباس کے بغیر جس طرح انسان حیوانیت سے قریب تر نظر آتا ہے۔ ویسے ہی ازدواجی زندگی کے بغیر انسان کچھ غیر متمدن سا نظر آتا ہے اور اسے غیر متمدن اور غیر مہذب سمجھا جاتا ہے۔ ویسے بھی جس طرح انسان مختلف اعضاء کا مجموعہ ہے اور ان اعضاء کے مابین فطری رابطہ موجود ہے۔ بعینہٖ کسی معاشرے کی تشکیل مرد اور عورت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ آسان الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مرد اور عورت ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں۔ ان کے بغیر زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی۔ قرآن حکیم میں مختلف آیات میں مرد اور عورت کے کردار کو بڑی تفصیل سے واضح کیا گیا ہے۔ ایک آیت میں یہ فرمایا ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے محافظ قرار دیے گئے ہیں یعنی مرد عورت کی عصمت وعزت کی حفاظت کرے اور عورت مرد کے گھر اور اس کے بچوں کی حفاظت کرے۔ اسلام ہی نے عورت کو مرد کا لباس قرار دیا ہے۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ لباس کے بغیر کوئی زیب وزینت نہیں ہوتی۔ اگر لباس پھاڑ دیا جائے تو انسان ننگا ہو جاتا ہے۔ مرد کی نسبت عورتوں پر بہت بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ مثلاً عورت بچے جنم دیتی ہے، ان کی پرورش کرتی ہے اور ان کی ضروریات زندگی کا خیال رکھتی ہے۔ عورت ماں کے روپ میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون ہے۔ بیٹی اور بہن کے روپ میں ہو تو سب کی عزت۔ اگر بیوی کے روپ میں ہو تو چاہے گھر کو جنت میں بدل دے چاہے تو جہنم، یہ اس کے سلیقہ پر منحصر ہے۔

اسلام میں ازدواجی تعلق کو ایک ضرورت کی حیثیت سے نہیں دیکھا گیا بلکہ اس کو ایک عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ مرد عورت کے بغیر اپنا قدرتی اور فطری سفر خوشگوار طریقے سے طے نہیں کرسکتا اور کوئی راست باز خاتون مرد کے بغیر خوشگوار طریقے سے زندگی گزارنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو ایک دوسرے کا ایسا سائل اور محتاج بنا دیا ہے کہ اس کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتے۔

اسلام کے نزدیک شادی بھی ایک مقدس رشتہ ہے۔ پس کوئی مرد یا عورت بلوغت کی حدوں کو چھولے تو انہیں چاہئے کہ وہ شادی کریں۔ کیونکہ ایسا نہ کرنے سے معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔

کتاب مقدس میں فرمایا گیا ہے۔

ومن ایٰته اَن خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیها

وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ط انّ فی ذالک لاٰیٰتٍ لقوم یفکرون O (الروم ۲۱)

خدا کی وجود کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے ہی نوع سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام حاصل کرلو اور تمہارے درمیان مہر و محبت قرار پائے جو لوگ اس دوستی اور محبت میں غور و فکر کریں گے۔ ان کے لئے بہت سی نشانیاں اسی میں موجود ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ خانوادے کا نگہبان مرد ہے مگر عورت بھی۔ غرض اسلام کی نظر میں مرد اور عورت ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

اسلام مرد اور عورت کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین کر کے مسلمانوں کی گھریلو زندگی کو پر سکون دیکھنا چاہتا ہے تاکہ دونوں اس سکون سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے دیگر فرائض یکسوئی سے ادا کر سکیں اور اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو باہمی جھگڑوں اور الجھنوں میں ضائع کرنے کی بجائے معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کر سکیں۔ جہاں تک اسلام میں عورت کی آزادی کا تعلق ہے تو اسلام نے شریعت اسلامیہ میں عورت کی آزادی کے لئے چند حدود مقرر کی ہیں تاکہ عورت کی جان عزت اور عصمت محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ عزت اور عصمت ہی عورت کا قیمتی اثاثہ ہوتی ہیں۔ اسلام کے نزدیک عورتوں کی آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ عورت مادر پدر آزاد ہو جائے اور وہ کھلے عام مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھے اور مردوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی عزت اور عصمت کو تار تار کردے۔ عورت کی عصمت کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہ گھر سے نکلے اور نہ ہی دوسروں کو گھر میں آنے کی اجازت دے۔ لیکن اسلام کے مقابلے میں مغربی معاشرے میں عورتوں کے ساتھ انتہائی گھٹیا سلوک کیا جاتا ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے فرانس کی ایک مذہبی کانفرنس نے بحث و نظر کے بعد عورت کے لئے طے کیا تھا کہ عورت انسان تو ہے مگر مرد کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اسی طرح 1850ء میں انگلستان میں جو قانون وضع کیا گیا اس میں عورتوں کو ملک کے افراد شمار نہیں کیا گیا۔ حد یہ ہے کہ جسم پر موجود لباس کا بھی عورت کو مالک نہیں بنایا گیا۔ ہنری ہشتم کے ایک فرمان کے مطابق عورتوں کو انگلستان میں کتاب مقدس کے مطالعے سے بھی روک دیا گیا تھا۔ لیکن اسلامی معاشرے میں چودہ سو سال قبل مردوں کی طرح عورتوں کو ورثے کا حق دار ٹھہرایا گیا۔ اس میں والد اور خاوند دونوں کی جائیداد شامل ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون. وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر ط نصیباً مفروضاً O

مردوں کا حصہ بھی ہے اس میں جو چھوڑ مریں، ماں باپ اور قربت والے اور عورتوں کا بھی حصہ ہے۔

عورت کو اسلام نے یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی پسند کی شادی کر سکتی ہے۔ اس میں محبت کی شادی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اگر شادی کے بعد عورت مرد کا نہ بن سکے تو وہ خلع لے سکتی ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اسلام نے عورتوں کے احساسات اور جذبات کا بھی پورا پورا خیال رکھا ہے۔ غرض اسلام نے عورت کو شخصی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی تمام قسم کے حقوق دے رکھا ہے۔

قارئینِ کرام!

نوائے صوفیہ میں مضمون کی اشاعت کے لئے کتب کا حوالہ لازمی ہے۔

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اِن کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ سائلین حضرات کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسلامی معاشرے میں سب کے حق میں یکساں مفید سوالات پوچھنے کا رجحان پیدا کرے۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر۱: چوروں کے گروہ میں ایک چور کی چوری کا ریکارڈ دوسروں کی نسبت بہت کم ہے۔ کیا وہ اپنے چور گروہ کی امامتِ نماز کا اہل ہے؟

سوال نمبر۲: کیا داڑھی کے کلین شیو والے امامتِ نماز کے اہل ہے؟

سوال نمبر۳: ارکانِ خطبہ کتنے اور کیا کیا ہیں؟

سائل: حیدر علی چیلو، سیالکوٹ کینٹ

سوال نمبر۴: نماز وتر کی بجا آوری صرف ماہ رمضان المبارک میں اجتماعی طور پر کی جاتی ہے تو کیا باقی گیارہ مہینوں میں بھی اجتماعی ادائیگی درست ہے؟

سوال نمبر۵: ہمارے علاقے میں خواتین نماز کی بجا آوری کے دوران حالتِ قیام میں ہاتھوں کو سینے پر رکھ لیتی ہیں۔ یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کی صورت میں نہیں بلکہ الگ الگ۔ کیا ہاتھوں کا حکم خواتین کیلئے شرعاً مردوں سے مختلف ہے۔

سائل: ایک دیہاتی کسان

سوال نمبر۶: نماز تسبیح یا دیگر نوافل کی بجا آوری کے دوران سورتوں اور تسبیح کی تعداد یاد رکھنے کے لئے ہاتھوں کا اشارہ کیسا ہے؟

سوال نمبر۷: گرمی کے موسم میں جب پاؤں سے بوٹ کو اتارتے ہیں تو پیروں سے شدید ترین بدبو آتی ہے۔ لہٰذا ہم بجائے مسح کے پیروں کو دھو لیتے ہیں کیا دھو لینے کے بعد پھر مسح بھی کرنا پڑے گا یا صرف دھو لینا ہی کافی ہوگا۔

سائل: سید شہاب الدین کھکسوی

15 این ایل آئی رجمنٹ سیالکوٹ کینٹ

جوابات

جواب نمبر۱: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

از روئے شریعت محمدیہ فسق ظاہر والے فاسق کی امامتِ نماز اپنے جیسے فاسق حضرات کے لئے درست ہو سکتی ہے۔ نیکو کار حضرات کیلئے کسی فاسق کا امام بننا شرعاً جائز نہیں ہے۔ پس سوال مذکورہ کے مطابق جس چور کی چوری کا ریکارڈ دوسری چوروں سے کم ہو وہ اپنے چور ساتھیوں کی امامتِ نماز کا کارنامہ انجام دے سکے گا۔

جواب نمبر۲: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

داڑھی کے کلین شیو والا شرعاً فسق ظاہری کا صحیح مصداق ہے لہٰذا جواب نمبر۱ میں جو کچھ بتایا گیا ہے وہ یہاں پر بھی کارگر ہے۔

جواب نمبر۳: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

ارکانِ خطبہ از روئے شریعت محمدیہ پانچ ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱: حمد باری تعالیٰ

۲: صلوٰۃ

۳: وعظ و نصیحت

۴: تلاوتِ سورت یا آیات

۵: دعائے مغفرت برائے اہل ایمان

مزید تفصیل کے لئے فقہ احوط کا مطالعہ کیجئے۔

جواب نمبر ۴: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

چونکہ ماہِ رمضان المبارک میں نماز تراویح کی اجتماعی ادائیگی کے ساتھ وتر کی اجتماعی کوئی باعث حرج نہیں ہے۔ باقی گیارہ ان مہینوں میں وتر کی اجتماعی ادائیگی باعثِ حرج ہے۔ لہٰذا حرج عظیم کی وجہ سے دیگر گیارہ مہینوں میں وتر کی بجا آوری انفرادی طور پر ہی کی جاتی ہے۔

جواب نمبر ۵: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

خوب آگاہ رہے! کہ ہاتھ باندھنا یا ہاتھ چھوڑنا نماز کے واجبات کی فہرست میں بالکل شامل نہیں ہے اور نہ ہی یہ نماز کے مسنون اعمال کی فہرست میں شامل ہے بلکہ آداب میں اس کا شمار کیا گیا ہے۔ ہاتھوں کے آداب بھی دونوں کو یکساں شامل ہیں۔ سوال مذکور میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ عورتوں کی اپنی اپنی خاندانی عادات اور رسوم وغیرہ کی نشاندہی والی بات ہے۔ دونوں صورتوں کو شرعاً جواز کا درجہ حاصل ہے۔

جواب نمبر ۶: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

جی ہاں سورتوں اور تسبیح کی گنتی یاد رکھنے کیلئے ایسا کرنا روا ہے۔

جواب نمبر ۷: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

ایسی صورتِ حال درپیش ہونے پر دھولینا ہی کافی ہے اور دوبارہ مسح کی ضرورت نہیں۔

﴿امید ہے کہ سائلین حضرات ان جوابات سے مطمئن ہوں گے۔﴾

بقیہ: شریعت محمدیہ

۱۴: چھینکنے والے کو دعا دینا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار کو نماز کی بجا آوری کے دوران کسی دوسرے کے چھینکنے کی آواز آئی تو اس نے نماز کے اندر میں "**یَرْحَمُکَ اللہ**" کہہ دیا۔ نماز گزار کو چاہئے کہ وہ نماز کو مکمل کرنے کے بعد چھینکنے والے کے لئے دعا کرے۔ تاکہ کراہت سے بچے۔

15: سلام کا جواب دینا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار کو حالت نماز میں ہی کسی نے سلام کیا تو نماز گزار نے نماز کی بجا آوری کے دوران میں "**وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ**" کہہ کر جواب دیا۔ یہاں بھی بہتر صورت یہ ہے کہ نماز گزار اپنی نماز گزار اپنی نماز کی تکمیل کے بعد سلام کا جواب دے۔ تاکہ مکروہ فعل سے وہ بچ سکے۔

۱۶: غیر ممنوع امور کے بارے میں دعا کرنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی بجا آوری کے دوران افعالِ نماز کے ساتھ ساتھ اپنے خالص ذاتی اقتصادی مفاد کی دعا بھی شامل کرے جو شرعاً ممنوع چیز نہ ہو۔ مثلاً وہ قعدہ خفیفہ میں یوں دعا پڑھے۔

اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَاَعْطِنِیْ خَمْسِیْنَ اَلْفَ دِیْنَارٍ۔ یعنی پروردگار مجھے بخش دے اور مجھے پچاس ہزار دینار عطا فرما۔ شرعاً ایسا کرنا بھی کراہت سے خالی نہیں ہے۔ تاہم نماز باطل نہیں ہوگی۔

معزز نمائندگان!

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے تمام نمائندہ حضرات سے گذارش ہے کہ وہ جمع شدہ عطیات اور چندے بروقت ارسال فرمائیں تاکہ آپ کے تعاون سے نشر و اشاعت کا یہ مشن جاری و ساری رکھا جا سکے۔

آپ کے تعاون کے متمنی آپ کا ادارہ

دنیائے تصوف کی خبریں

لیاقت علی خان

پریس ریلیز

آج مورخہ 13 جون 2003ء کو بعد نماز جمعہ شاہ ہمدان اسٹوڈنٹس فیڈریشن سرمیک، تنظیم نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرمیک اور نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس میں گندم نماجو فروشوں کی جانب سے گذشتہ دنوں ہفت روزہ سیاچن سکردو میں مفتی اعظم محمد عبداللہ صاحب صدر علما، پریم کونسل صوفیہ نوربخشیہ پاکستان کے خلاف اشتعال انگیز اور من گھڑت بیان دینے پر انتہائی غم و غصے کا اظہار کیا گیا اور متفقہ قرارداد منظور کیا گیا کہ مفتی صاحب صوفیہ نوربخشیہ کا جید عالم دین ہے اور ملت نوربخشیہ کی نظریاتی سرحدوں کی پاسداری کے لئے ہمیشہ سے کمربستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم و عمل سے عاری چند نام نہاد علماء نے بوکھلاہٹ کا شکار ہو کر ان کو مسلک نوربخشیہ سے خارج کرنے کا بیان دیا ہے۔ مفتی اعظم کو مسلک نوربخشیہ سے خارج قرار دینے والے لوگ پہلے ہی سے اس مذہب حقہ سے خارج ہو چکے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ پہلے ہی سے صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات سے عملی طور پر منحرف ہیں۔ ایسے غلط بیانات دینے والے سکندری ٹولہ سے تعلق رکھنے والے افراد سے پوری ملت نوربخشیہ بے زار اور متنفر ہے۔ آخر میں شرکائے اجلاس نے حکومت سے استدعا کی کہ ایسے شرپسند اور فساد پھیلانے والے عناصر کو علماء کی توہین اور تحقیر سے روکیں تاکہ بلتستان جیسے پُرامن علاقے میں امن و آشتی کا ماحول برقرار رہ سکیں۔

رپورٹ: سیکریٹری نشرواشاعت

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن

مجلس اہل تصوف، لاہور

مجلس اہل تصوف گرین ٹاؤن کا آغاز رمضان المبارک رمضان المبارک 2002ء میں جناب بوا سیف اللہ صاحب کے زیر سایہ عمل میں لایا گیا تھا اور الحمد اللہ شائقین تصوف کو فیض پہنچانے کا عمل آج تک بدستور جاری ہے۔ گذشتہ دنوں جناب حاجی ابراہیم صاحب کی صدارت میں ایک اہم میٹنگ ہوئی جس میں مجلس کے نئی کابینہ عمل میں لایا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ تصوف کی اس روحانی سلسلے کو مستقل جاری رکھنے کے لئے تنظیم کو رجسٹرڈ کیا جائے گا۔

☆سرپرست اعلیٰ	حاجی ابراہیم صاحب
☆صدر	محمد قاسم صاحب
☆جنرل سیکریٹری	خادم بیگ سرمیکی
☆فنانس سیکریٹری	فدا حسین
☆ڈپٹی فنانس	جنید شگری
☆رابطہ سیکریٹری	سید مرتضیٰ سرمیکی
☆پریس سیکریٹری	شیر علی ساگر

دیگر اراکین میں محمد عارف صاحب، محمد جاوید، غلام عباس، یوسف علی اور اعجاز حسین براہوی شامل ہیں۔

رپورٹ: پریس سیکریٹری

مجلس تصوف گرین ٹاؤن لاہور

عید میلاد النبی، گلگت

مورخہ 19 مئی 2003، کو جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ گلگت میں عید میلاد النبیؐ بڑی عزت واحترام کے ساتھ منایا گیا۔ گلگت میں مقیم اہل تصوف کی کثیر تعداد نے محفل عید میں شرکت کی۔ اس موقع پر خطیب وپیش امام جناب مولانا شکور علی انور نے سورۂ والضحیٰ کی ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے حضور پاک ﷺ کی معجزات اور سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی اور اہل تصوف پر زور دیا کہ وہ آپس میں اتحاد واتفاق اور یکجہتی کی دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیں اور حضور پاک ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے دین کی خدمت بجالائیں۔ مرزا حسین شگری، عبدالوحید بلغاری، غلام حسین، علی محمد تلسوی اور حسن شگری نے قصائد پیش کیے۔ آخر میں ادارہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے اراکین کے حق میں خصوصی دعائیں کی گئیں۔

رپورٹ: اقبال حیدر تلسوی

قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی

NYF غریس کا اجلاس

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن غریس (چھلو) یونٹ کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ اراکین یونٹ واہل محلہ نے کرنل ریٹائرڈ غلام حیدر صاحب کی ناگہانی موت پر گہرے افسوس کا اظہار کیا اور ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔ اجلاس میں اراکین یونٹ نے اراکین نوائے صوفیہ کی کاوشوں کو بہت سراہا۔ نوربخشی تعلیمات اور عقائد کی تحفظ وترجمانی پر منتظمین کو خراج تحسین پیش کیا۔

رپورٹ: سیکریٹری نشرواشاعت

قرارداد مذمت

یکم جولائی ۲۰۰۳، کو تنظیم صوفیہ نوربخشیہ تھگس کا ایک اہم اجلاس ہوا جس میں رسالہ ''تبیان'' میں لکھے گئے جعلی اور فریب کاری پر مبنی قراردادوں پر غم وغصے کا اظہار کیا گیا۔ چونکہ موضع غورسے میں صوفیہ نوربخشیہ کی آبادی زیادہ ہیں اور تمام خانقاہ معلی کے خطیب صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن نام نہاد رسالہ ''تبیان'' میں سید حسین کاظمی کی صدارت میں غورسے کے سرکردہ گان وعوام الناس کی طرف سے ایک مشترکہ اور ہنگامی اجلاس میں متنازعہ عقائد پر مبنی کتاب سیرۂ معصومین اور شیخ سکندر شاتم رسول کے حق میں قرارداد لکھا گیا ہے جو سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔ چونکہ غورسے کے خانقاہ معلی میں عوام کے طرف سے اور نہ ہی کسی خطیب کی طرف سے ایسی کوئی بات ہی ظاہر نہیں ہوئی۔ خانقاہ معلی سکلما غورسے کا خطیب جناب مولوی حسین صاحب جو صوفیہ نوربخشیہ سے ہیں اور پکا دیندار شخص ہے انہیں مذکورہ قرارداد کے بارے میں کوئی علم ہی نہیں ہے۔

مورخہ 23 جون بروز اتوار کو اہلیان ہلدی کا اجلاس شو کیا گیا ہے یہ بھی سراسر کذب بیانی ہے۔ جس کا ثبوت درج ذیل ہے۔ موضع ہلدی کا خطیب جناب سید مہدی شاہ تھگسوی ہے اور نائب خطیب آخوند حسین صاحب ہیں۔ ان شخصیات کے علاوہ مقامی سرکردگان کو علم بھی نہیں کہ ان سے منسوب یہ قرارداد کب اور کہاں لکھا گیا تھا۔ خطیب وپیش امام خانقاہ معلی ہوشے اور اہلیان ہوشے کی طرف سے جو قرارداد شو کی گئی ہے وہ بھی صحافتی خیانت کی مثال ہے جبکہ یہاں آج تک صوفیہ امامیہ کا ذکر ہی نہیں ہوا۔ آخوند صاحب اور لوگ اپنے آپ کو اس فتنہ سکندری سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔

مورخہ 23 جون 2002 بروز اتوار کو اہلیان بلے گوند کا اجلاس خطیب وپیش امام مولانا فدا علی ثاقب کے نام سے لکھا گیا ہے جو فریب کاری پر مبنی ہے۔ موضع بلے گوند کے اکثر لوگ فدا علی نامی شخص سے (جو کہ شیخ سکندر شاتم رسول کے شاگرد ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز تک نہیں پڑھتے بلکہ اکثر لوگ تلس کے خانقاہ معلی میں نماز جمعہ کے لئے جاتے ہیں) کافی تنگ ہیں اور اس کے کردار سے سخت متنفر ہیں۔ اسی

طرح موضع تھگس سے بھی آج تک عوام و سرکردگان کی طرف سے متفقہ کوئی قرارداد منظور ہوا ہی نہیں۔ دراصل ہماری طرف کچھ شرپسند لابی ہیں جو پھڑوا، سینو، تھگس، غورسے وغیرہ میں امن وعامہ کو سبوتاژ کرنے کے ارادے سے من گھڑت اور جھوٹ اور خیانت پر مبنی پمفلٹ اور قراردادیں شائع کر رہے ہیں۔ اسی آڑ میں علاقے کے معززین کو بھی بدنام کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ لہذا حکومت عالیہ اسلام اور علاقے کی امن وعامہ کے لئے ضرررساں ان تمام فریب کاریوں کا نوٹس لیں اور ان شرانگیزیوں کا سدباب کریں۔

رپورٹ: سیکریٹری نشرواشاعت
انجمن صوفیہ نوربخشیہ تھگس

تعزیتی اجلاس

این وائی ایف شگر اور انجمن تحفظ تصوف گلاب پور شگر کا مشترکہ تعزیتی اجلاس زیر صدارت قبلہ پیر صوفیہ نوربخشیہ پیر نواز حسین بنگوی صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جن میں ماسٹر افتخار علی خان سرینگی، ماسٹر محمد اسلم، ماسٹر عبدالرحمن، مولانا محمد افضل معروفی، مولانا محمد اقبال جاوید، مولانا فرمان علی، سید ممتاز حسین بنگوی، اکبر جاوید ابدالی، ہادی علی تمنا، حوالدار محمد جعفر، علی خان نادم، حوالدار اصغر علی، نثار علی ایف آئی اے، محمد نسیم وغیرہ قابل ذکر تھے۔ قبلہ نواز حسین بنگوی صاحب نے مرحوم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی خدمات پر روشنی ڈالا اور کرنل صاحب کی وفات کو عظیم سانحہ قرار دیا۔

رپورٹ: محمد بشیر ابدالی
سیکریٹری نشرواشاعت
این وائی ایف شگر

تعزیتی اجلاس

گذشتہ دنوں تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرمیک کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں فخر ملت کرنل (ریٹائرڈ) غلام حیدر صاحب کی اچانک سانحہ ارتحال پر انتہائی دکھ وغم کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے رہنمائے طلباء غلام رسول ثاقب نے کہا کہ مرحوم نے شاہ سیدؒ کی نظریات کی پاسداری کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھا تھا۔ صدر تنظیم مرزا حسین دانیال نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم کی موت ملتِ نوربخشیہ کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ کرنل صاحب نے لیگل کمیٹی کے پلیٹ فارم سے مسلکِ حقہ کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے جو کردار ادا کیا ہے وہ سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ تنظیم کے نگران اعلیٰ جناب مولانا محمد رضا ضیاء نے کہا کہ مرحوم کرنل صاحب ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے دل میں اس مسلکِ حقہ کو عروج پر پہنچانے کی تڑپ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جنرل سیکریٹری سعادت حسن نے کہا کہ مرحوم نے گندم نما جو فروشوں کے سامنے چٹان کی طرح برملا اپنی نظریات کا اظہار کیا اور اسی پر قائم رہا۔ صدر ایس ایس ایف نثار حسین نے کہا کہ مرحوم نے ہمیشہ حق بات کی پرچار کرتے رہے۔ آخر میں مرحوم کی ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اور لواحقین کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

رپورٹ: پریس سیکریٹری

اظہارِ تعزیت

مورخہ 27 جون 2003ء کو بعد نماز جمعۃ المبارک انجمن تحفظ تصوف گلاب پور شگر اور این وائی ایف شگر کا مشترکہ تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں علاقہ پھڑینگ باٹنگ شگر کے سرکردہ اور تصوف

وریاضت کے شیدائی محمد اسحاق کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ آپ شگر کے ایک باشعور نوربخشی لیڈر تھے اور تمام علاقے کے سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اجلاس کی صدارت پیر صوفیہ نوربخشیہ الحاج پیر نواز حسین بحیوی فرمارہے تھے جبکہ مہمان خصوصی جناب مفتی اعظم مفتی علی محمد ہادی صاحب تھے۔

اجلاس میں انجمن اور این وائی ایف کے کثیر تعداد میں عہدیداروں نے شرکت کیں۔ آخر میں مرحوم کی ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اور جملہ لواحقین سے صبر واستقامت کی تلقین کی گئی۔

رپورٹ: محمد اسلم عاصی

نائب صدر NYF شگر

شہزاد حیدر کا اعزاز

شمالی علاقہ جات کے ہونہار طالب علم شہزاد حیدر ولد لیفٹیننٹ کرنل (ر) غلام حیدر (مرحوم) داؤد کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے شعبہ میٹالرجیکل انجینئرنگ میں لگاتار چار سالوں سے نمایاں نمبروں کے ساتھ دوسری پوزیشن حاصل کی۔ سال اول 72.8%، سال دوئم 79.8%، سال سوئم 76% اور فائنل ایئر میں 79.6% فی صد نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔



اظہارِ تشکر

میرے پیارے والد محمد جان (مرحوم) کی سانحہ ارتحال پر اندرون ملک وبیرون ملک سے دوست احباب کی طرف سے تعزیت پرسی کے پیغامات اور خطوط وصول ہوئے ہیں۔ جن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کیا نہیں جاسکا۔ لہٰذا رسالہ کی توسط سے جملہ مخلصین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

احباب کے شکر گزار

غازی محمد بلال

صدر آل براہ ویلفیئر آرگنائزیشن

تعزیتی اجلاس

علاقہ ہورچس شگر کے مشہور ومعروف مذہبی وعلاقائی رہنما محترم حاجی علی مرحوم پچھلے دنوں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ اس سلسلے میں شگری ہاؤس محمود آباد میں سوشل ویلفیئر سوسائٹی یونین کونسل الچوڑی کراچی یونٹ کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں تنظیم کے تمام ممبران نے شرکت کی۔ شرکاء نے مرحوم کی عوامی خدمت اور مخلصانہ کردار پر زبردست خراج تحسین پیش کیے۔ مرحوم خداپرست بزرگ تھے۔ مرحوم ان خوش نصیبوں میں شامل تھے جو اعتکاف جیسی روحانی نعمت سے مالامال تھا۔ آخر میں ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

رپورٹ: سلمان علی شگری

ایس ڈبلیو ایس کراچی

تعزیت پرسی

اہلیان صوفیہ نوربخشیہ تھگس کا ایک اہم اجلاس ہوا جس میں جناب کرنل (ر) غلام حیدر صاحب اور جناب بوانور علی صاحب بلغاری کے صاحب زادوں کے وفات پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ اہلیان صوفیہ نوربخشیہ تھگس لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ پاک مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

تعزیتی اجلاس

مورخہ 27 جون بروز جمعہ کونو جوانان ہیچھی مقیم اسلام آباد کا ایک تعزیتی اجلاس غلام مھدی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں فاچو شاہد حامد، فاچو محمد ایوب، فاچو انور لطیف، فاچو فردوس، فاچو رسول وغیرہ نے شرکت کی۔ اجلاس میں بابو نور علی بلغاری کے جواں سال بیٹوں زکاوت علی اور ذوالفقار علی کی اچانک سانحہ ارتحال پر گہرے دکھ وغم کا اظہار کیا گیا۔ آخر میں دعائے مغفرت مانگی گئی۔

رپورٹ: فاچو انور لطیف

اسلام آباد۔

اظہارِ تعزیت

معروف اور ہر دل عزیز شخصیت الحاج بابو نور علی بلغاری صاحب کے دو فرزند ارجمند ذوالفقار علی اور زکاوت علی اندوہناک حادثے میں جاں بحق ہو جانے پر اراکین ادارہ نوائے صوفیہ اور انجمن محمدیہ اسلام آباد اس رنج وغم کے موقع پر بابو نور علی صاحب سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

پریس سیکریٹری

سی ایس او کا اجلاس

3 جولائی کو چھوار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں تنظیم ہذا کے ممبران کے علاوہ گاؤں کے اکثر لوگوں نے شرکت کی۔ اجلاس کی کاروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی جس کی سعادت زاہد حسین نے حاصل کی۔ عبدالقادر نے اپنی تقریر میں تنظیم کے فوائد اور ضرورت پر روشنی ڈالا۔ مقررین سکرچن لائبریری کے کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا۔

رپورٹ: صدر سی ایس او

امتحانی اعزازات

جناب نجم الدین صوفی صاحب جو کہ نوائے صوفیہ کے فنانس منیجر جی ایچ معروفی کے برادر گرامی ہیں، کے صاحب زادوں نے اپنے سکول کے سالانہ امتحان میں شاندار کامیابی حاصل کی ہیں۔ شمس الدین نے کلاس ہشتم میں کل نمبر 1050 میں سے 775 نمبر حاصل کر کے دوئم پوزیشن جبکہ محمد علی صوفی نے کلاس چہارم میں کل نمبر 800 میں سے 535 نمبر حاصل کر کے دوئم پوزیشن حاصل کی ہے جبکہ ان کی ہمشیرہ حمیدہ بانو نے کلاس ششم میں کل نمبر 1050 میں سے 757 نمبر حاصل کر کے حسب روایت دوئم پوزیشن برقرار رکھی ہے۔





اسلام آباد میں قرآن خوانی

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں راولپنڈی/اسلام آباد میں مقیم متوسلین تصوف قبلہ مرشد حقانی فقیر محمد ابراہیم صاحب کے مریدین اور عقیدت مندوں کی طرف سے قبلہ فقیر صاحب کی والدہ مرحومہ آنو کلثوم صاحبہ اور مرحوم کرنل غلام حیدر صاحب کی ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی خوانی کی گئی۔

رپورٹ: آخوند محمد حسین چیلوی

جائے نماز (قالین) کا عطیہ

ایک مخلص بندۂ خدا نے جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کے لئے سعودی عرب سے نفیس اور باقیمت جائے نماز صفین (قالین) بھیجے ہیں جس پر ہم انکے مشکور ہیں۔ اس نیکی سے بیت اللہ کے ظاہری حسن میں اضافے کے ساتھ ساتھ باطنی حسن عبادت وریاضت کی رونق میں بھی اضافے کا باعث بنے گا۔ دعا ہے کہ اللہ پاک انہیں مزید خدمتِ بیت اللہ کی توفیق دے۔

رپورٹ: جی ایچ معروفی
جنرل سیکریٹری انجمن محمدیہ

اظہارِ تعزیت

معروف شخصیت اور لیگل کمیٹی نوربخشیہ کراچی کے گرامی قدر بانی وچیئرمین ریٹائرڈ کرنل غلام حیدر صاحب کی اچانک سانحۂ ارتحال پر الماں یوچنگ اور یونائیٹڈ ویلفیئر سوسائٹی یوچنگ دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

رپورٹ: غلام مہدی پروانہ

مذمتی اجلاس

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن گلاب پور شگر کا ایک مذمتی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت این وائی ایف شگر کے نائب صدر ایم اسلم نے کی۔ اجلاس میں NYF کے تمام عہدیداروں کے علاوہ کارکنوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے محمد اسلم نے کہا کہ ہمیں 27 مئی 2003ء کو چھوٹک گلاب پور میں پیش آنے والی واقعہ پر گہری تشویش ہے جس میں NYF شگر کے صدر اور سابق کارکن جناب اکبر جاوید ابدالی پر دوسری بار حملہ کیا گیا لیکن ان کے بھائیوں کے بروقت پہنچنے پر وہ بچ گئے۔ NYF شگر کے جنرل سیکریٹری ہادی علی تمنا نے کہا کہ ہماری شرافت کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ چند شرپسند عناصر گلاب پور کی پُرامن فضا کو خراب کرنے پر لگے ہوئے ہیں لیکن انہیں ناکامی کا منہ ہی دیکھنا پڑے گا۔ ہم حکام بالا سے مطالبہ کرتے ہیں کہ علاقے کی امن وامان برقرار رکھنے کی خاطر شرپسند عناصر کو لگام دی جائے۔ آخر میں ملکی سلامتی واستحکام کے لئے دعا کی گئی۔

رپورٹ: سیکریٹری نشرواشاعت
این وائی ایف، شگر

اظہارِ تعزیت

معروف شخصیت اور رہنما ریٹائرڈ کرنل غلام حیدر صاحب کی سانحۂ ارتحال ادارہ نوائے صوفیہ اسلام آباد اور انجمن محمدیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے جملہ اراکین تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اراکین اس صدمہ اور غم کی گھڑی میں پسماندگان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ رب العالمین مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لاالٰہ میں ہے
وہی جہاں ہے ترا جس کو تو کرے پیدا
یہ سنگ وخشت نہیں جو تیری نگاہ میں ہے!

قارئین کے خطوط

علامہ محمد بشیر صاحب، جی ایچ معروفی صاحب اور مجاہد حسین کاوش کے مضامین اس رسالے کی رونق میں اضافہ کا باعث بن رہے ہیں۔ ہم ان کی انتھک کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ یہ رسالہ تا قیامت ہمارے لئے مشعل راہ بنا رہے۔

شمیم رضا ہکنی

نمائندہ نوائے صوفیہ

کچلو ڈسٹرکٹ **گنگچھے**

اراکین ادارت کی پُرخلوص خدمات کی وجہ سے "نوائے صوفیہ" اب "نوائے اسلام" کہلانے کے مستحق بن چکا ہے۔ خصوصاً سیاچن جیسے دور افتادہ علاقوں تک دور حاضر میں پیش آنے والے فتنوں کے مضرات سے آگاہی پر ہم آپ لوگوں کے بے حد شکرگزار ہیں۔ لیکن بڑی افسوس کے ساتھ قلم اٹھانے پر مجبور ہوا ہوں کہ سیاچن مشہ بروم میں اب بھی محراب ومنبر پر۔ یہ لوگ حق بات کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔ ان حالات میں مذہبی عبادات کی بجا آوری اور قبولیت خطرے میں پڑ گئی ہے

محمد ایوب تھگسوی

خریداری نمبر 771

میرے پاس نوائے صوفیہ کے شماروں کی ڈھیر پڑی ہوئی ہے کیونکہ اس سے دل کو سکون اور روح کو قرار ملتی ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب نوائے صوفیہ کے ذریعے ظلمت کے سرگرداں عالم میں انسانیت کی نجات اور ابدی حیات کے لئے امام محمد نوربخش کی تعلیمات چہار دانگ عالم میں چھا جائے گی۔ اشاعت دین مبین کے سلسلے میں کی جانے والے آپ لوگوں کی انتھک محنت وصدہا قابل ستائش کاوشوں کے لئے ہم درگاہ رب ذوالجلال سے نیک امیدیں اور تمنائیں چاہتے ہیں۔

رستم علی عاصی

تھونگموس چھوربٹ

شمارہ نمبر ۶۷ میں مجاہد حسین کاوش کے مضمون "نوربخشیہ ڈاٹ کام" قابل تعریف تھی۔ یعقوب براہوی صاحب سے ہماری درخواست ہے کہ اب کی بار وہ بلتستان آئیں تو علاقہ شگر گلاب پور میں آکر ہم سے ملاقات ضرور کریں۔ قائداعظمؒ نے پاکستان بنایا تھا اس نظریہ پر کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ جبکہ نظریہ اسلامی والے اس ملک میں گستاخ رسول اور منکر قرآن بھی جنم لے رہے ہیں جو دندناتے پھرتے ہیں مگر کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ایسے گستاخ لوگوں کو اسلامی قلعہ پاکستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ یہ لوگ یہود وہنود کے آلہ کار ہیں انہیں چاہئے کہ کہیں اور جا کر بسیں۔

ہادی علی تمنا جنرل سیکریٹری

NYF سب ڈویژن شگر

نوجوان نثر نگار کاوش صاحب کے مضامین نئی نسل میں شعور وآگہی پیدا کر رہے ہیں۔ قبلہ علامہ صاحب اور مولانا عبدالحمید صاحب کی مضامین رسالے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ رسالے کی مزید بہتری کے لئے چند تجاویز ارسال خدمت ہے۔ امید ہے کہ اراکینِ ادارت ان تجاویز پر غور ضرور کریں گے۔

* موضوعاتِ متفرق پر زیادہ سے زیادہ مضامین کی حصول کے لئے مسلکِ نوربخشیہ کے مستند لکھاری حضرات مثلاً قبلہ پیر سید نواز حسین صاحب، غلام حسن حسنو صاحب، شکور علی انور صاحب، سجاد بلغاری صاحب، انجینئر ذاکر حسین ذاکر، انجینئر سید اکبر صاحب جیسے حضرات سے رابطہ کریں۔ توقع ہے کہ یہ حضرات بھی ملی امنگوں اور خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اپنے قلمی رشحات سے نوازیں گے۔

* ایک آدھ مضمون معاشرتی مسائل، معاملات، اخلاقیات اور سائنس وٹیکنالوجی سے متعلق بھی ہو تو بہتر ہے۔

* سازشی عناصر کی طرف سے چھپنے والی غلط پمفلٹوں ''تبیان'' اور ''حقائق سے پردہ اٹھتا ہے'' وغیرہ کی مندرجات کی جواب لکھنے میں قیمتی وقت ضائع کرنے کی مزید ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اب پوری ملت اُن کی اصلیت کو خوب سمجھ چکے ہیں۔

* رسالہ تاخیر سے شائع ہونے کی وجہ سے بعض خبریں اور مضامین بے محل وموقع ہو جاتے ہیں جس کے لئے رسالے کی بروقت اشاعت کو یقینی بنائیں۔ آخر میں رسالے کیلئے بے لوث اور رضا کارانہ طور پر کام کرنے والے تمام مخلص کارکنوں کیلئے سلام ودُعا۔

علی خان سرمیک سکردو

طویل عرصے کی انتظار کے بعد شمارہ نمبر ۷۵ ملا جس کو تقریباً تین دفعہ پڑھا پھر بھی پیاس نہیں بجھا۔ مضمون نگاروں کو سلام۔

حوالدار عبدالکریم سکساوی
4 این ایل آئی رجمنٹ

خریداری نمبر 728

شمارہ نمبر ۷۴ جنوری ۲۰۰۳ء میں قابلِ عزت، قابلِ صد احترام جناب علامہ محمد بشیر صاحب مدیر اعلیٰ نوائے صوفیہ کا مضمون کھسیانی بلی کھمبا نوچے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا جس میں ذاکر حسین منگھوپیر کراچی اور محمد کاظم حال لاہور لکھ کر قبلہ علامہ صاحب کو خط لکھے تھے، پڑھ کر انتہائی افسوس ہوا۔ یہ خطوط جناب علامہ بشیر صاحب کو نہ لاہور سے لکھا گیا ہے نہ منگھوپیر سے بلکہ یہ دونوں خطوط سکندر کے شاگردوں نے لکھا ہے۔ میں نوائے صوفیہ کے وساطت سے سکندر کے اُن تمام حامیوں کو جنھوں نے مختلف فرضی نام و پتے کے ساتھ جناب علامہ محمد بشیر کو گمنام خطوط کے ذریعے تمغہ جات سے نواز رہا ہے انہیں پیغام دینا چاہتا ہوں۔

سکندر کے مریدو!

اپنے تمغہ جات سے اپنے سکندر کو نوازو!

اے سکندر کے حامیو! خدا کے واسطے اب بھی ہوش میں آؤ اور توبہ کرو، خدا رحمٰن ورحیم بادشاہ ہے تمہیں بخش دے گا۔ قبلہ علامہ صاحب کو خط لکھنے کی زحمت نہ کریں بلکہ اپنی گریبان جھانک کر دیکھیں کہ کس بنیاد پر اہلِ حق کے خلاف منہ زوری دکھاتے ہو۔

حامد حسین بلتستانی

ہم اسلام آباد مسجد کی توسیع کے لئے پلاٹ الاٹمنٹ کروانے پر انجمن محمدیہ بلتستانیہ صوفیہ نوربخشیہ کے مشکور ہیں۔ دیگر شمارہ نمبر ۷۶ میں جناب کا چوہدری محمد افضل جپلوی کے خط پڑھ کر ہمارے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ ان کے دردمندانہ الفاظ اس بات کی عکاسی ہے کہ ہر مخلص نوربخشی موجودہ حالات میں پریشان ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو ایسی ہی مذہبی دردِ دلوں میں اجاگر کرنے کی توفیق دے۔

غلام علی تھگس

صرف نوربخشی ہی بلکہ دوسرے مکاتبِ فکر کے لوگ بھی بڑے ذوق سے اس رسالہ کو پڑھتے ہیں۔ ہم اُن تمام علمائے نوربخشیہ خصوصاً قبلہ علامہ صاحب کے بہت ہی احسان مند ہیں جو اپنی علمی صلاحیت سے تمام لوگوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ قبلہ علامہ صاحب سے میری گذارش ہے کہ موجودہ مذہبی اختلافات میں حصہ نہ لیں تو بہتر ہوگا کیونکہ قبلہ علامہ صاحب ہر فرد نوربخشی کے پاس بہت ہی

عزیز اور اعلیٰ مقام کے حامل ہے۔ تمام ملت نوربخشیہ کو علامہ صاحب جیسے محقق عالم پر فخر ہے اور ہر فرد نوربخشیہ کو ان کا یہ احسان نہیں بھولنا چاہیے کہ فقہ الاحوط جیسے عظیم کتابوں کا اردو ترجمہ کر کے اس ملت کو مشکل حالات سے نکالا ہے۔

سید شہاب الدین تھگسوی

15 این ایل آئی رجمنٹ سیالکوٹ

٭ قبلہ سید صاحب! وقت کی سنگینی اور حالات کچھ ایسا نظر آ رہا تھا کہ قبلہ علامہ صاحب کو قلم اٹھانا پڑا۔ قبلہ علامہ صاحب کی بروقت رہنمائی سے اگر ہم ہمکنار نہ ہوتے تو ہم کب کا مصنوعی اور سازشی اختلافات کے نذر ہو چکے ہوتے اور شیخ سکندر جیسے کتنے لوگ مسلک حقا کی شیرازہ بکھیر چکے ہوتے۔ حالیہ اختلافات عالم اسلام کے سطح پر ہے۔ شیخ سکندری کی ہرزہ سرائیوں پر نہ صرف نوربخشیہ بلکہ عالم اسلام کو بھی اختلاف ہے۔ اتحاد بین المسلمین کی کاز کیلئے کام کرنا آپ کے اس محبوب رسالے کا نصب العین ہے۔ اس حوالے سے آپ یقیناً اتفاق کریں گے۔ ادارہ ٭

میں بحیثیت صدر این وائی ایف سب ڈویژن شگر مرحوم کرنل غلام حیدر صاحب کے لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔ ان کی خدمات سنہری حرف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے لئے مرحوم کے خدمات کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔

اکبر جاوید ابدالی، شگر

میں اراکین ادارت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ نوائے صوفیہ روز بروز معیاری ہوتا جا رہا ہے۔

حیدر علی چلوی سیالکوٹ

انجمن مدرسہ امیر کبیر کھرکو گلشن کبیر ضلع گنگچھے نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہے لہذا ہر ماہ انجمن ھذا کے نام پر رسالہ ارسال کیا کریں۔

سیکریٹری انجمن

٭ رسالہ کی سالانہ حصول کیلئے -/200 روپے ارسال کریں۔ ٭

چندہ ارسال کرنے میں ذرا تاخیر ہوا جس پر معذرت خواہ ہوں۔

محمد ایوب صوفی براہوی

ہماری دعا ہے کہ قبلہ علامہ صاحب کا سایہ ہمارے اوپر ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ آپ مشکل گھڑی میں ملت کی رہنمائی کا مشن جاری رکھیں۔

اعجاز حسین،

گرین ٹاؤن، لاہور

آسمان تصوف کا چمکتا ہوا ستارہ نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۶۷ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس شمارے میں تمام مضامین معیاری تھے خصوصاً مجاہد حسین کاوش کے کاوشیں یقیناً قابل تحسین ہیں۔ ان کا مضمون ''حق کا علمبردار کون؟'' اور ''نوربخشیہ ذات کام''، علامہ صاحب کے ''تفکر و تذکر'' اور محمد یٰسین منیر کے ''مخلص کے دعویداروں کا رویہ'' معیار سے ہم آہنگ تھے۔ صرف ایک چیز کی کمی محسوس ہوئی وہ ہے علامہ صاحب کا مضمون ''دودائرے''۔ اگر اس سلسلے کو جاری رکھیں تو بہت ہی مہربانی ہوگی۔

سید حسن شاہ سرمیکی

٭ ''دودائرے'' دین اسلام کو درپیش حالات میں حق و باطل کی تمیز کو سہل بنانے کی غرض سے وقتی رکھی جانے والی ایک عنوان تھی جبکہ اداریہ کا اصل عنوان ''تفکر و تذکر'' ہی ہے جو کہ اس رسالہ کی تاسیس سے تاحال چلے آ رہا ہے۔ گو کہ ''دودائرے'' کا عنوان نہیں ہے مگر اس سے ہمارا جو مدعا تھا اس کا سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے۔ ادارہ ٭

نوائے صوفیہ کے تمام مضامین نہایت معیاری اور قابل فہم ہیں۔ اس رسالے سے بڑی عقیدت ہوگئی ہے لہذا میں اس کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔

سپاہی شاہد علی وم ہی

مظفرآباد، آزاد کشمیر

٭ مبلغ -/200 روپے ارسال کریں، رسالہ جاری کیا جائے گا۔ ٭

علامہ محمد بشیر صاحب کے تحریر کردہ ''دودائرے'' بہت پسند آیا۔

انور علی، گلگت

خریداری نمبر 797

7 این ایل آئی رجمنٹ

نوائے صوفیہ کی اشاعتی سرگرمیوں بالخصوص قلمی طور پر حصہ لینے والے مخلص جانبازوں کی خدمت میں ڈھیروں آفرین وسلام پیش کرتے ہیں۔

ذاکر حسین سرمیکی

عوامی کالونی، کراچی

شمارہ نمبر ۶ ، ۷ کے تمام مضامین معیاری تھے۔ مجاہد حسین کاوش کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے اپنے مضمون ''حق کا علمبردار کون؟'' کے ذریعے دنیا والوں کو حق و باطل کی تمیز کر کے دکھایا۔

نثار حسین افسر اینڈ محمد عسکری

خانقاہ کھور، سرمیک

''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' مجھے بہت پسند ہے کیونکہ اس سلسلے سے ہر خاص و عام لوگوں کو فقہی مسائل سے آگاہی ملتی ہے۔ یقیناً یہ سلسلہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

ذاکر حسین خان

قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی

اس بارے میں فکر مند ہیں کہ رسالہ تسلسل اور باقاعدگی کے ساتھ شائع نہیں ہو رہا جس کی وجہ یقیناً مالی دشواری ہی ہوگی۔ التماس ہے کہ براہ راست میرے نام دس یا پندرہ رسالے یونٹ میں ارسال کیا کریں تاکہ نوربخشی جوانوں میں تقسیم کر سکوں۔ میرے یونٹ کے اسماعیل چھلوی نے سالانہ چندہ ارسال کیا تھا لیکن ہنوز نہیں رسالہ جاری نہیں ہوا۔

نائب صوبیدار محمد علی بلال

میں نے دو مضمون ارسال کیا تھا مگر ان کا کوئی پتہ نہیں چلا، جس پر التجا نہ رقعہ ارسال خدمت ہے۔

اکبر جاوید ابدالی، شگر

﴿جناب ابدالی صاحب! آپ کا خلوص بھرا مراسلہ ملا جس سے بجا طور پر ہمارے ساتھ آپ کے والہانہ عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ اپنے قارئین کے گلہ شکوہ کا ازالہ ہماری فرائض میں شامل ہیں۔ آپ سمیت تمام لکھاریوں کے نام ہمارا یہی پیغام ہے کہ مضمون شائع نہ ہونے یا تعطل پڑنے پر دل آزردہ نہ ہوں بلکہ مزید لکھنے اور اپنے فن میں نکھار لانے کیلئے قلمی کوشش جاری رکھیں۔ کوئی وجہ تو ہوگی؟ کہ آپ کا مضمون شائع نہ ہو سکا یا تاخیر سے شائع ہوئی ہو۔ آپ کے دونوں مضمون موصول ہوئے ہیں۔ آپ سمیت تمام قارئین کو اس امر سے باخبر کرنا چاہتے ہیں کہ انشاء اللہ اگلے شمارے سے نوآموزوں کیلئے ایک سلسلہ بعنوان ''رشحات قلم'' شروع کر رہے ہیں۔ جس میں نوآموزوں کے قلمی پارے شائع کئے جائیں گے۔ یہ سلسلہ ان کے کام میں نکھار لانے کے ساتھ ساتھ ان کے فنی شوق کو پروان چڑھانے کا باعث بنے گا۔ ادارہ﴾

ماہنامہ نوائے صوفیہ میں فروغ تعلیم کے لئے بھی مضامین شامل کریں۔ شاید علم کی روشنی سے ہماری جہالت کے اندھیرے دور ہوں اور آپس کے اختلافات کا خاتمہ ہو۔ ایک مسئلہ کا حل بھی درپیش ہے۔

عنایت علی سکساوی

﴿مسئلہ کا حل گذشتہ شماروں میں ملاحظہ کریں۔﴾

میرا نام بھی مستقل خریداروں میں شامل کیا جائے۔

سپاہی غلام مہدی تلسوی،

10 این ایل آئی رجمنٹ

﴿سالانہ چندہ -/200 روپے ارسال کرنے پر شامل کر دی جائے گی۔﴾

ایک نوربخشی فرد ہونے کے ناطے میں نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔

کلرک علی حسن،

﴿سالانہ چندہ -/200 روپے ارسال کریں۔﴾

چند شرپسند اس رسالے کی ترقی سے ناخوش نظر آتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کی راہ میں دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں گے اور اس رسالے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔

صوفی غلام رسول ثاقب

سلترو سیچن

﴿باقی خطوط صفحہ نمبر ۷ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

منشور ملکِ عشق

''منشور ملک عشق'' جو کہ حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ غزلیات ''چہل اسرار'' کے منظوم ترجمہ کا نام ہے۔ اس روحانی مجموعے کو ترجمے کے سانچے میں ڈھالنے کا اعزاز مسلک نوربخشیہ کے معروف اسکالر ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کو حاصل ہوا ہے۔ سولہواں مترجم صوفیانہ کلام نذر قارئین کی جاتی ہے۔

سرشانزدهم

جو عاشق ہیں ہر ایک سو تیرا جلوہ دیکھتے ہیں وہ
جنون کا راز ہر دل میں ہویدا دیکھتے ہیں وہ
وہ جس کو ایک لمحہ وصل کا تیرے میسر ہو
دو عالم کو خوشی سے رقص کرتا دیکھتے ہیں وہ
وہ خاک راہ جس پہ ہو گزر تیرے سگ کو کا
اُسے عشاق کی آنکھوں کا سرما دیکھتے ہیں وہ
یہ درد عاشقی تیرا ہے خود ہر درد کا درماں
جو چکھ لیں، خوان جنت کو بھی ادنیٰ دیکھتے ہیں وہ
تمہاری آتش غم سے جلا رخت دل وجاں بھی
جلا ہو جن کا دل نور تجلی دیکھتے ہیں وہ
سنوریھم کے چہرے سے وہ پڑھتے ہیں خط اسماء
تو پھر ہر چیز کو نور معنی دیکھتے ہیں وہ
جو ہر شے کو تری رحمت کا آئینہ سمجھتے ہیں
اسی آئینے میں ہی تیرا جلوہ دیکھتے ہیں وہ
جو شب بھر شوق کی بھٹی پہ عود جاں جلاتے ہیں
صبائے عشق سے خود کو مہکتا دیکھتے ہیں وہ
جو اپنے ہاتھ نیک وبد سے آلودہ نہیں کرتے
دل وجاں کو دورنگی سے مبرا دیکھتے ہیں وہ
جو سالک ہیں وہ اپنے زاد راہ کی فکر کرتے ہیں
دکھوں میں زیست کے تسلیمِ عقبیٰ دیکھتے ہیں وہ
علائی عیش جنت کی حقیقت سے جو واقف ہیں
عذاب مفلسی میں اک خزانہ دیکھتے ہیں وہ